T01-15Jan2025 Fazal/ED: Waqas 11:40 am

THE

SENATE OF PAKISTAN

DEBATES

OFFICIAL REPORT

Wednesday, the January 15, 2025
(345th Session)
Volume X, No. 02
(Nos.)

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad

Volume X	SP.X (02)/2025
No.02	15

Contents

1. Recitation from the Holy Quran 1
2. Questions and Answers 1
3. Leave of Absence 30
4. Presentation of report of the Standing Committee on Petroleum on [The Pakistan Minerals Regulatory Authority Bill, 2024] 31
5. Presentation of report of Standing Committee on Petroleum, on a Starred Question regarding provision of annual subsidy of Rs. 17 billions on gas pricing to the fertilizer producers in the country 32
6. Point of public importance raised by Senator Kamran Murtaza regarding law & order situation in the province of Balochistan 32
   - Senator Azam Nazeer Tarar 33
   - Senator Aimal Wali Khan 35
   - Senator Jan Muhammad 41
   - Senator Syed Ali Zafar 42
7. Point of Public Importance raised by Senator Muhammad Humayun Mohmand regarding minor destruction of monument of Romanian poet Mihai Eminescu in Islamabad 48
8. Pointing out of quorum by Senator Falak Naz 49

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES

Wednesday, the January 15, 2025

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at forty minutes past eleven in the morning with Mr. Deputy Chairman (Syedaal Khan) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

إِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَبِيْرًا ﴿٩﴾ وَّأَنَّ الَّذِيْنَ لَا

يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيْمًا ﴿١٠﴾ وَيَدْعُ الْإِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ ۖ وَكَانَ الْإِنْسَانُ عَجُوْلًا ﴿١١﴾

ترجمہ: بے شک یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھا رستہ ہے اور خوشی سناتا ہے ایمان والوں کو جو اچھے کام کریں اور ان کے لیے بہت بڑا ثواب ہے اور جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ہم نے ان کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے اور کبھی حالات سے تنگ آکر انسان اپنی ہی برائی کی دعا کرنے لگتا ہے جیسے بھلائی مانگتا ہو اور انسان بڑا ہی جلد باز ہے۔ (سورۃ بنی اسرائیل آیات نمبر ۹ تا ۱۱)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جزاک اللہ۔ وقفہ سوالات کی طرف جاتے ہیں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب چیئرمین! ہمارا صوبہ جل رہا ہے۔ میں نے اس حوالے سے بات کرنی ہے۔ آپ ہمیں ignore کر دیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: کامران صاحب! پہلے وقفہ سوالات لیتے ہیں پھر بعد میں آپ کی بات سنیں گے۔

Order No. 2, Question hour.

Questions and Answers

Mr. Deputy Chairman: Question No. 24, Senator Haji Hidayat Ullah Khan Sahib.

(Q. No. 24)

سینیٹر ہدایت اللہ خان: شکریہ، جناب چیئرمین! میرا سوال تھا کہ کیا وزیر برائے تخفیف غربت و سماجی تحفظ بیان فرمائیں گے کہ آیا بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کے ان اہلکاران/ایجنٹس کے خلاف جو فراڈ کے ذریعے رقوم نکلوانے میں ملوث پائے گئے، کوئی کارروائی کی گئی ہے، اگر ایسا ہوا ہے تو اس کی تفصیلات کیا ہیں نیز گزشتہ پانچ سالوں کے دوران خرد برد کی گئی رقوم اور بازیاب کروائی گئی رقوم کی مالیت صوبہ وار تفصیلات کے ساتھ کیا ہیں؟

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، منسٹر صاحب۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ (وزیر برائے قانون وانصاف): جناب چیئرمین! یہ اعداد و شمار جو ہم نے دیے ہیں۔ پانچ سال میں جو شکایات ہیں وہ کل 8747 ہیں اور رقم جو دی گئی ہے وہ 14 کروڑ 47 لاکھ ہے۔ جس میں سے 6 کروڑ 94 لاکھ کی recovery ہو گئی ہے اور 7 کروڑ 52 لاکھ ابھی تک recover نہیں ہوئے۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، منسٹر صاحب۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: عون عباس صاحب! سنیں گے نہیں تو نئے سوالوں کا جواب نہیں دیا جائے گا۔ آپ نے روز نیا سوال پوچھنا ہوتا ہے۔ آپ جواب سنیں تو اس میں سے آپ کا سوال نکل آئے گا۔

جناب چیئرمین! BISP کے پانچ سال کا breakdown مانگا گیا تھا۔ آپ سب کے سامنے ہے اس کا جواب آگیا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ کل شکایات جو درج کی گئیں وہ 8747 تھیں۔ اس میں تقریباً آدھی رقم وصول کی گئی ہے۔ جناب چیئرمین! اس میں اچھی خبر یہ ہے کہ جو total disbursements ہیں وہ سالانہ 477 سے 593 ارب پر چلی گئی ہیں۔ پانچ سالوں میں سینکڑوں ارب روپے مستحقین کو ایک سسٹم کے تحت دیا گیا ہے۔ ان میں سے اگر 14 کروڑ روپے غبن کیے گئے ہیں تو یہ اچھی خبر ہے۔ BISP کا جو سسٹم ہے وہ ٹھیک چل رہا ہے۔ 14 کروڑ کی جو embezzlement amount تھی اس کی پچاس فیصد تو direct action سے آگئی ہے باقی جو banks تھے they were asked to make the losses good. وہ بھی پورا کر دیا گیا ہے۔ اس میں کسی قسم کا پیسہ ضائع نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، شکریہ۔ سینیٹر دنیش کمار صاحب۔

سینیٹر دنیش کمار: بہت بہت شکریہ۔ منسٹر صاحب! میرا ایک ضمنی سوال ہے کہ جس طرح حاجی صاحب نے کہا تھا کہ جو افراد فراڈ یا کرپشن میں ملوث ہیں ان کے خلاف کیا کارروائی کی گی ہے؟ یہاں پر Annexure-B میں بتا رہے ہیں۔ یہ اچھی بات ہے کہ پانچ افسران کو تو service سے dismiss کر دیا گیا ہے۔ مگر اس میں majority کے بارے میں لکھا گیا ہے کہ ان کو ان کے parent department میں واپس بھیج دیا گیا ہے۔ جناب چیئرمین! ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی گئی ہے۔ تو اس کا مطلب ہے کہ اگر کوئی بھی ملازم کسی اور department سے آتا ہے اور وہ کرپشن کرتا ہے یا کسی قسم کا جرم کرتا ہے تو ان کے لیے صرف یہ سزا ہے کہ ان کو ان کے parent department میں واپس بھیج دیا جائے۔ منسٹر صاحب! میرا آپ سے یہ سوال ہے کہ ہمیں اس کی تفصیلات دی جائے کہ ان کے parent departments نے ان چور ملازمین کے خلاف کیا کارروائی کی ہے۔ ورنہ یہ صرف خام خیالی ہوگی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑی کرپشن اور کوئی ہو نہیں سکتی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، منسٹر صاحب۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب چیئرمین! میرے فاضل دوست نے فرط جذبات میں اس کو بہت بڑی کرپشن کہہ دیا۔ میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ اگر پچھلے پانچ سالوں میں 1400 ارب روپے سے زیادہ رقم distribute ہوئی ہے۔ میں نے ابھی بتایا ہے کہ دو سالوں کا 477 ارب اور 593 ارب روپے کا بجٹ ہے۔ ہم تھوڑا پیچھے چلے جائیں تو وہ بھی سینکڑوں ارب روپے کا ہے۔ غربت کے خاتمے کے لیے جو وفاق کرتا ہے۔

(جاری ہے۔۔۔T02)

T02-15Jan2025 Rafaqat Waheed/Ed: Khalid 11:50 am

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: (جاری) غربت کے خاتمے کے لیے جو وفاق کرتا ہے، اس کے ساتھ اب ہم اپنی partnership صوبوں کے ساتھ بھی بڑھا رہے ہیں۔ اس میں سے total embezzlement comes to Rs.145,000,000 اور اس کی بھی hundred per cent recovery ہو گئی ہے۔ کہیں پر چھوٹے چھوٹے lapses ہوتے ہیں کہ وہ verification میں کیوں ہو گیا۔ میں آپ کو مثال دیتا ہوں کہ ایک افسر ہے جس کے ہاتھوں سے اور process میں 80 کروڑ روپے کی disbursements ہوئیں۔ دنیش کمار صاحب! اگر ان 80 کروڑ میں سے 26 ہزار روپے faulty disburse ہو گئے ہیں تو آپ اس کو بد دیانت یا جرم کرنے والا نہیں کہیں گے۔ He would not be a criminal. It may be a small negligence. آپ کو خوش ہونا چاہیے،

میں تو بلکہ خود آج یہ بریفنگ لے کر حیران ہوا ہوں کہ اتنے اربوں روپے کی disbursement ہوئی، جو لکھا ہوا ہمارے سامنے آیا ہے اور ظاہر ہے وہ floor of the House پر کہہ رہے ہیں، اگر کوئی figure otherwise ہے تو آپ کے پاس پورا right ہے کہ آپ اس کو لکھ کر evidence کے ساتھ لائیں تاکہ کارروائی ہو کہ انہوں نے جواب ٹھیک نہیں دیا۔ میرا تو کہنا یہ ہے کہ اگر 12 سو یا 16 سو ارب میں سے ٹوٹل ساڑھے چودہ کروڑ روپے کے cases آئے جو کہ غلط تقسیم ہوئے تھے اور پھر اس میں سے بھی سات کروڑ اور بیس لاکھ روپے affectees سے recover کر لیے گئے۔ جہاں پر ghost تھے یا کوئی آدھا per cent لوگ نہیں مل سکے، بینک جو disburse کرتے ہیں، ان کی negligence ہوتی ہے، verification کے بغیر ان سے لے لیا گیا ہے تو محکمے کو کچھ نہیں ہوا۔ جو سنگین خلاف ورزیوں والے تھے، ان کے خلاف کارروائی ہو گی۔ جہاں سے چھوٹی موٹی negligence ہوئی ہے، deputationists کے خلاف یہ ہوتا ہے کہ آپ واپس جائیں اور محکمے کو کہہ دیا جاتا ہے کہ اسے censure کر دیں یا جو بھی ہے۔ لہٰذا، میری استدعا یہ ہے کہ یہ سب کچھ دیکھنے کے بعد اگر آپ اسے quantify کریں تو quantum اتنا تھوڑا ہے کہ اس میں آپ کو کرپشن یا جرائم کا کوئی اندیشہ نظر نہیں آتا۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر بلال مندوخیل صاحب۔

سینیٹر بلال احمد خان: جناب چیئرمین! شکریہ۔ منسٹر صاحب BISP کے حوالے سے تو بات کر رہے ہیں، کیا یہ ہمیں بتا سکتے ہیں کہ Pakistan Poverty Alleviation Fund کے چیئرمین کی تعیناتی ابھی تک کیوں نہیں ہوئی۔ یہ بھی بتائیں کہ ان کی تعیناتی کب تک ہو گی اور اگر نہیں ہوتی تو اس بارے میں محکمہ کیا کر رہا ہے۔ اگر یہ معاملہ یہاں solve ہو سکتا ہے تو بہت اچھی بات ہے، نہیں تو اسے کمیٹی کی طرف refer کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جہاں تک کابینہ کے حوالے سے میری information ہے، that is in the process اور کوئی ایسی بات نہیں کہ اس پر عمل نہیں ہو رہا۔ کئی processes ہوتے ہیں، ابھی ایک اور سوال آئے گا، اس میں بھی ہے کہ کئی مرتبہ suitable candidates نہیں آتے۔ پیچھے بھی اسی طرح کے ایک متعلقہ محکمے کے لیے advertise کی گئی، وہاں پر درجنوں candidates آئے لیکن selection panel نے کہا کہ نہیں، اور بہتر لوگ آنے چاہییں، اس لیے انہوں نے re-advertise کیا۔ This is in the process and it would be completed very soon. شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر ہدایت اللہ صاحب۔

(Q. No.25)

جناب ڈپٹی چیئرمین: کوئی ضمنی سوال ہے؟

سینیٹر ہدایت اللہ خان: کیا وزیر برائے مکانات و تعمیرات بیان فرمائیں گے کہ آیا یہ حقیقت ہے کہ بہارہ کہو، گرین انکلیو منصوبہ 2009 میں ایک مشترکہ منصوبے یعنی joint venture کے طور پر شروع کیا گیا تھا۔ اگر ایسا ہو تو اس مشترکہ منصوبے میں شریک کمپنیوں کے نام، سرمایہ کاری کی مالیت، کیٹیگری اور پاکستان انجینیئرنگ کونسل میں ان کا رجسٹریشن نمبر کیا ہے۔ نیز انہیں یہ کنٹریکٹ فراہم کرنے کے لیے جو طریقہ کار اپنایا گیا، اس کی تفصیلات کیا ہیں؟

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی منسٹر پیرزادہ صاحب۔

میاں ریاض حسین پیرزادہ: جناب! معزز سینیٹر کا جو سوال ہے، اس کا ہم نے جواب دے دیا ہے۔ انہوں نے جو بھی questions کیے ہیں، ان کا ہم نے categorically جواب دے دیا ہے۔ اس کے علاوہ اگر کوئی سوال ہے تو وہ بتائیں۔ انہوں نے پوچھا کہ لائسنس کب issue ہوا، اس کے علاوہ جو دوسرے سوالات پوچھے، ان کا جواب written form میں آگیا ہے۔ اگر ان کا کوئی اور سوال ہے تو کرلیں۔

سینیٹر ہدایت اللہ خان: جناب چیئرمین! یہ جو 2009 کا منصوبہ ہے، اس میں JV partner نے کتنی investment کی تھی یا کتنی آپ نے اس کے نام کی زمین اس میں شامل کی تھی؟ اس زمین کا ریٹ مقرر کرنے سے پہلے متعلقہ تحصیل دار سے یک سالہ اوسط لیا گیا تھا، وہ کتنا تھا اور کہاں ہے؟ یہ یک سالہ اوسط اس زمین کو خریدنے سے پہلے کب ہونی چاہیے تھی؟

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

میاں ریاض حسین پیرزادہ: جناب! میں اس سوال کا پورا جواب پڑھ کر سنا دیتا ہوں جو ہمارے محکمے نے دیا ہے:

The Executive Committee of the FGEHA in its 105th meeting held on 17-3-2009 gave approval of this scheme with M/s Green Tree (Pvt) Limited for purchase of 3,000 kanals private land at Bhara Kahu, Islamabad.

Accordingly, FGEHA executed an agreement with M/s Green Tree (Pvt) Limited on 1-4-2009 and land measuring 3,153 kanals 07 marlas was transferred in the name of FGEHA.

However, FGEHA could not launch the scheme due to the reasons that honourable Supreme Court of Pakistan took *suo motu* notice in June 2009 on a newspaper report that was purchased on higher price. The case was disposed of on 27-02-2013.

بات یہ ہے کہ سال 2009 سے 2013 تک یہ از خود نوٹس کا معاملہ سپریم کورٹ میں رہا۔ اس میں کہا گیا کہ یہ پیسے زیادہ ہیں۔ یہ از خود نوٹس ایک اخباری clip پر لیا گیا۔

The Executive Committee approved the proposal to launch membership drive-I in its 107th meeting held on 1-7-2009. Subsequently, the same was approved by the Prime Minister of Pakistan vide summary. Accordingly, FGEHA launched a membership drive (Phase-I) on first come first serve basis on 28-8-2009 for registration of membership.

Eventually, Bhara Kahu Green Enclave Housing Scheme was launched in 2015 when consent letters to the membership drive Phase-I was issued for down payment. On the other hand, the contractor had to provide fully developed plots of FGEHA on the rates agreed in Agreement of 2009 but contractor agitated and refused to develop on rates that were originally agreed in 2009 and demanded for revision.

The FGEHA initially, did not concur to the demands of the contractor; hence, the contractor obtained stay order from Islamabad High Court.

First it was the litigation of *suo motu* in the Supreme Court, then it went to the High Court. The NAB also held an inquiry on this project which was declared in 2018.

So, the issue of revision of rates was finally resolved in 156th meeting of Executive Committee held on 24-12-2018 in which various verdicts of honourable courts and various clauses of original agreement were examined.

After detailed deliberations, the august forum decided that the cost estimate be worked out afresh on prevalent market rates once revised LOP is conceptually approved by CDA.

The revised rates of development were again placed in 158th meeting of Executive Board which accorded approval and accordingly, the revised cost of plots were communicated to the allottees.

The Bhara Kahu Green Enclave-I Housing Scheme was delayed due to the following reasons, case in honourable Supreme Court for four years, NAB case, case in the High Court.

جناب ڈپٹی چیئرمین: پیرزادہ صاحب! اگر مختصر کرلیں تو مناسب ہوگا۔

میاں ریاض حسین پیرزادہ: اگر یہ کہیں تو میں انہیں اس کی فوٹو کاپی دے دیتا ہوں۔ یہ پوری انکوائری اور پوری رپورٹ ہے۔ اتنے سالوں سے یہ ایک stalled project ہے، اس میں اتنے سالوں سے جو بھی delay ہوا، اس کی تفصیل ہمارے محکمے نے دی ہوئی ہے۔ اس کے لیے ہم نے ابھی ایک sub-committee بنائی ہے جو ابھی رپورٹ تیار کر رہی ہے، جیسے ہی وہ رپورٹ آ جائے گی تو ان شاء اللہ، اس پر کام شروع ہو جائے گا۔

سینیٹر ہدایت اللہ خان: جناب! معزز منسٹر صاحب سے میرا سوال یہ ہے کہ ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے نوٹس لینے سے پہلے کیا ہوا تھا۔ اس حوالے سے جو joint venture ہوا تھا، اس کی کیا تفصیل ہے؟ ہائی کورٹ، سپریم کورٹ اور نیب تو بعد کی بات ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

میاں ریاض حسین پیرزادہ۔ یہ از خود نوٹس سپریم کورٹ نے take up کیا تھا۔ (جاری۔۔۔T03)

T03-15Jan2025 Abdul Razique/Ed:Waqas Khan 12:00 p.m.

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

میاں ریاض حسین پیرزادہ: جناب! یہ by the Supreme Court, suo motu take up ہوا تھا۔ اس میں یہ کہا گیا تھا کہ 19,50,000 کی جو قیمت ہے، وہ زیادہ ہے۔ اس کی وجہ سے سپریم کورٹ نے یہ نوٹس لیا اور پھر اس نے ایک پوری guideline دی کہ پہلے وہ اتنا کام کرے گی اور بعد میں اتنا کرے گی اور accordingly payments ہوں گی۔ اس کے بعد وہ ہائی کورٹ چلے گئے اور پھر نیب کے پاس مسئلہ چلا گیا۔ یہ ایک process ہے جو اتنے سالوں سے چل رہا ہے اور ابھی سال 2025 آیا ہے۔ آپ خود سوچیں کہ 2009 سے 2025 تک جو delays ہوئی ہیں، ان کی ایک پوری رپورٹ ہے۔ اگر سینیٹر صاحب چاہتے ہیں تو بے شک میرے پاس میرے دفتر آ جائیں یا جو بھی مکمل ہوا ہے، میں ابھی انہیں اس کی photocopy دے دیتا ہوں۔ ہمارے محکمے کی جو کمیٹی ہے، جیسے ہی اس کی رپورٹ آئے گی تو اس کے بعد مزید کام شروع ہوگا، شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی سینیٹر دنیش کمار صاحب۔ آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

سینیٹر دنیش کمار: منسٹر صاحب! آپ نے جو تفصیل دی ہے، وہ دو questions club کرکے دیے ہیں۔ جس سوال نے آگے آنا ہے، اس کی بھی آپ نے تفصیلات دے دی ہیں۔ مجھے بس ایک معمولی سا سوال پوچھنا ہے۔ M/S Green Tree کو land purchase کے لئے کہا گیا۔ سوال یہ ہے کہ صرف ایک ہی firm کو کیوں land purchase کے لئے کہا گیا؟ دوسری بات یہ کہ یہ joint venture تھا۔ کیا اس firm نے joint venture میں اپنی زمین یا پیسے دیے یا کچھ نہیں دیا؟ یہ میرے دو simple سے سوال ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

میاں ریاض حسین پیرزادہ: جناب! M/S Green Tree نے پھر ایک subcontractor engage کیا جس نے کام چلانا تھا۔ یہ ایک پورا procedure ہے۔ سینیٹر صاحب نے جتنے سوالات کیے ہیں، میں تو کہتا ہوں کہ documents کی photocopy کروا کر انہیں دے دیتا ہوں۔ یہ دیکھ لیں۔ ابھی سال 2025 آیا ہے. and it is a stalled project اس پر جتنے بھی اعتراضات تھے،اس پر سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ نے directions دی تھیں۔ یہ NAB کے پاس بھی گیا ہے۔اس کے بعد زمین پر اعتراض آیا کیونکہ زمین نہیں تھی۔اس کے بعد JV partner یعنی contractor نے زمین خریدی۔اب زمین پوری ہے اور کافی ساری چیزیں طے پاچکی ہیں۔ 47 فیصد کام بھی مکمل ہو چکا ہے۔کام کو 100 فیصد پورا کرنے کے لئے جو دو سال کا وقت تھا، اس میں انہوں نے پورا نہیں کیا۔ جیسے ہی رپورٹ آئے گی، اس کے بعد ہی کام شروع ہوگا، شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی سینیٹر حاجی ہدایت اللہ خان صاحب۔بس یہ آخری ضمنی سوال ہے۔

سینیٹر حاجی ہدایت اللہ خان: میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اسے کمیٹی کو بھیج دیں تاکہ اس کا کوئی حل نکلے۔ 2009 سے 2025 تک کافی عرصہ ہوتا ہے۔ایسے کرکے تو ایک اور دہائی بھی گزر جائے گی۔ میرے خیال میں اگر یہ کمیٹی میں جائے گی تو حل ہو جائے گی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: منسٹر صاحب نے گزارش کی ہے کہ آپ کو جو بھی information چاہیے، وہ آپ کو دے دیں گے۔اس کے بعد اگر اسے کمیٹی میں بھیجنا ہوا تو کمیٹی میں بھی بھیج دیں گے۔

سینیٹر حاجی ہدایت اللہ خان: آپ کمیٹی میں بھیج دیں۔ وہ وہاں پر بھی یہ معلومات دے دیں گے۔ یہ سب کا مسئلہ ہے۔

میاں ریاض حسین پیرزادہ: جناب! کمیٹی کیا کرے گی۔ پہلے ہی 20 سال ہو چکے ہیں۔ اب کام کا شروع ہونا نزدیک آ چکا ہے۔ یہ چل پڑے گا۔ اگر کمیٹی کو جائے گی تو میرے خیال میں یہ مزید چار سال پڑی رہے گی۔ ابھی میرے محکمے کے افسران بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ سینیٹر صاحب پارلیمنٹ میں میرے دفتر آجائیں۔ ہم انہیں ساری figures بتا دیں گے۔ عنقریب یہ کام شروع ہونے والا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ اگلا سوال۔ سینیٹر حاجی ہدایت اللہ خان۔

سینیٹر حاجی ہدایت اللہ خان: سوال نمبر 26۔

(Q. No. 26)

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

سینیٹر حاجی ہدایت اللہ خان: کیا وزیر برائے مکانات و تعمیرات یہ بیان فرمائیں گے کہ ٹھلیاں ہاؤسنگ اسکیم کی تفصیلات کیا ہیں، نیز اس مشترکہ منصوبے (Joint Venture) میں شریک کمپنی کا نام، اس کی سرمایہ کاری اور جمع کرائی گئی ضمانتیں، اسکیم کے اراکین کی طرف سے جمع کرائی گئی رقوم بشمول پروسیسنگ فیس، منصوبہ منسوخ کرنے کی تاریخ اور اراکین کو واپس کی گئی رقوم کی مالیت کی صورتحال کیا ہے؟

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

میاں ریاض حسین پیرزادہ: جناب! ٹھلیاں ہاؤسنگ اسکیم میں جس کمپنی کے ساتھ joint venture ہونا تھا، انہوں نے زمین provide نہیں کی۔ اسے پھر محکمے نے ختم کر دیا۔ تین ارب روپے جو ہمارے ممبران نے دیے تھے، ان میں سے ایک ارب روپے واپس کر دیے گئے ہیں۔ جن کے پیسے رہتے ہیں، انہیں آج کل دو ارب سے payment ہو رہی ہے۔ ہمارے پاس جو ممبران رہتے ہیں، ہم انہیں G12, G13 اور آنے والی اسکیموں میں adjust کریں گے۔ چونکہ یہ اسکیم محکمے نے ختم کر دی تھی اس لئے جنہوں نے پیسے دیے تھے، محکمہ پابند ہے اور انہیں پلاٹ بھی دے گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر صاحب آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

سینیٹر حاجی ہدایت اللہ خان: معزز وزیر صاحب اس بات کا بھی جواب دیں کہ اگر ٹھلیاں ہاؤسنگ اسکیم ناکام ہوئی ہے تو joint venture میں partner نے کتنی رقم لگائی تھی یا کتنی زمین دی تھی۔ دوسری بات یہ کہ فاؤنڈیشن نے سود کی مد میں کتنی رقم کمائی ہے اور وہ کہاں خرچ ہوئی ہے۔ یہ بھی بتا دیں کہ processing fee واپس کی ہے یا نہیں اور اگر نہیں کی تو کیوں نہیں کی ہے۔ اس میں لوگوں کا کوئی قصور نہیں تھا بلکہ فاؤنڈیشن fail ہوا۔ اس اسکیم کی مد میں لوگوں سے تین ارب سے زیادہ روپے وصول کیے گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

میاں ریاض حسین پیرزادہ: جناب! سینیٹر صاحب کا سوال یہ تھا کہ indicating names of JV partner, its investment and guarantees deposited, the amount deposited by members including the processing fee and date of cancellation and status of amount returned to members? ہمارے financial advisor یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ سینیٹر صاحب جن کھاتوں کا پوچھ رہے ہیں، وہ ہمارے ساتھ آ کر بیٹھ جائیں اور انہیں دیکھ لیں۔ چونکہ یہ پروجیکٹ بند کیا گیا تھا، اس لئے اس کا ہمارے ساتھ fool proof record ہے کہ

کتنوں نے پیسے دیے ہیں، کتنے واپس ہوئے ہیں اور کتنے ہم نے دینے ہیں۔ یہ ایک پوری calculation کی بات ہے۔ معزز سینیٹر صاحب میرے دفتر میں آجائیں۔ Financial advisor بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم انہیں پوری تفصیل دے دیں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی سینیٹر دنیش کمار صاحب۔ آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

سینیٹر دنیش کمار: وزیر صاحب نے بالکل صحیح کہا کہ وہ پوری تفصیل دے دیں گے۔ ان کی بڑی مہربانی ہے لیکن میرا ایک معصومانہ سوال ہے کہ 2015 میں executive committee کی 132nd meeting میں M/S K.S Developers and Builders کے ساتھ یہ agreement ہوتی ہے۔ اس کے بعد وہ اپنے agreement سے مکر جاتا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ اس کے خلاف کیا قانونی کارروائی کی گئی، کیا recovery کی گئی اور اسے کیا سزا دی گئی؟

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

میاں ریاض حسین پیرزادہ: جناب! میرا مظلومانہ جواب یہ ہے کہ یہ سارے stalled projects ہیں۔ اس کا حساب ایسا ہوتا ہے کہ سیکرٹری قبر میں پڑا ہوتا ہے اور ہم Public Accounts Committee میں اس کا حساب کر رہے ہوتے ہیں۔ میری یہ مظلومانہ request ہے کہ آپ میرے دفتر آجائیں۔ مجھے ابھی منسٹری کا charge ملا ہے۔ میں تو خود حیران ہوں کہ یہ کیا ہوتا رہا ہے۔ جس طرح ہم پارلیمنٹ کو چلا رہے ہیں تو پھر ساری چیزیں اسی طرح چلتی رہیں گی۔ آپ میرے دفتر آجائیں۔ آپ کی تسلی ہو جائے گی۔ میرے ہوتے ہوئے ایک، ایک فائل آپ کو دکھائی جائے گی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی سینیٹر کامران مرتضٰی۔ آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

سینیٹر کامران مرتضٰی: ابھی پیرزادہ صاحب نے مظلومانہ جواب دے دیا۔ کہیں اس کے بعد وہ پریشانی والا جواب نہ دے دیں۔ مجھے نقل دی جا رہی ہے کہ آپ سپریم کورٹ ہاؤسنگ اسکیم کا پوچھ لیں کہ آپ نے اس پر ابھی تک کیا کیا ہے اور وہ کہاں تک پہنچا ہے۔ بات یہ ہے کہ اگر کوئی agreement ہوتی ہے اور اگر بعد میں اس کی cancellation ہوتی ہے تو penalty impose ہوتی ہے۔ صرف اتنا بتا دیجیے کہ joint venture میں جس partner نے default کیا تھا، اس پر penalty impose ہوئی یا نہیں۔ دوسری بات یہ کہ 2015 amount میں لی گئی تھی۔ اگر کسی سے پیسے لیے تھے تو وہ آپ نے interest based scheme پر رکھے تھے۔ کیا اسے profit کے ساتھ return کیا گیا یا اسے original قیمت کے پیسے دیے گئے اور حکومت نے interest خود رکھ لیا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

میاں ریاض حسین پیرزادہ: جناب! میں تو زمیندار ہوں۔ صرف ہزار تک گن سکتا ہوں لیکن جواب میں لکھا گیا ہے کہ

The amount deposited by Thallian Housing Scheme members are Rs. 3,072,266,000, whereas, amount returned are Rs. 957,006,700. In addition to the above, the processing fee is not charged. The project remained at a standstill due to.... (Continued T04)

T04-15Jan2025 Taj/Ed. Khalid 12:10 p.m.

Mian Riaz Hussain Pirzada: ....(Contd)....The project remained at a standstill due to lack of accessibility to the preliminary proposed land which was the responsibility of JV partner as per JV agreement. Subsequently, JV partner requested to withdraw from the JV agreement on 04-07-2021 which was approved by the Executive Board in its 15th meeting held on 06-08-2021 and decided to formally close the Thallian Housing Scheme.

باقی، آپ میرے پاس آ جائیں، آپ کو بتا دیتے ہیں کہ کتنا بینک میں گیا، کتنا منافع ہوا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ، وزیر صاحب۔ سینیٹر بلال مندوخیل صاحب۔

سینیٹر بلال احمد خان: شکریہ، جناب چیئرمین! وزیر صاحب سے یہ سوال کرنا تھا کہ یہ ہاؤسنگ اسکیم جسے plan کیا گیا تھا، حکومت اور ایک پرائیویٹ پارٹی کی طرف سے یہ initiative لیا گیا تھا، meanwhile launch ہونے سے پہلے باقاعدہ اسے announce کیا گیا اور لوگوں سے پیسے لیے گئے لیکن یہ scheme flop ہو گئی اور نہ چل سکی۔ کیا اس کے محرکات کا پتا چلے گا کہ یہ اسکیم جو flop ہوئی، اس میں حکومت کی طرف سے problem آئی یا Joint Venture party کی طرف سے problem آئی؟ جس کی طرف سے یہ problem آئی ہے، لوگوں نے suffer کیا۔ جن لوگوں نے پیسے جمع کیے تھے، کچھ لوگوں کو وہ رقم مل رہی ہے اور کچھ لوگوں کو ابھی تک وہ رقم نہیں ملی یا لینا چاہتے ہیں یا بعد میں لینا چاہیں گے۔ یہ جو لوگ suffer کر رہے ہیں، اس میں قصوروار حکومت ہے یا وہ Joint Venture party ہے؟ اس کا تعین کون کرے گا؟ اگر کیا ہے تو اس پر کیا penalty لگی ہے، یہ ذرا بتا دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

میاں ریاض حسین پیرزادہ: جناب! یہ partner back-out کر گیا تھا، اس نے جو زمین دینی تھی، وہ زمین وہ نہیں دے سکا۔ اس لیے پھر یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ایک ارب روپے کے قریب واپس ہو چکے ہیں، باقی جو آ رہے ہیں ان کو بھی واپس ہو رہے ہیں، جو ہمارے ساتھ ابھی ممبرشپ رکھیں گے، ,Sectors G-12 and G13 جتنے بھی ہمارے projects ہیں، ان میں ان کو ہم ہر صورت میں accommodate کریں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ سوال نمبر ۲۸، سینیٹر عون عباس صاحب۔

(Q. No. 28)

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے؟

سینیٹر عون عباس: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ، جناب چیئرمین! میرا سوال وزیر انچارج برائے کابینہ ڈویژن سے ہے، اس کا جواب شاید تارڑ صاحب دیں گے۔ جناب! جب سے یہ حکومت بنی ہے تب سے ہم یہ سن رہے ہیں کہ وزارتوں اور محکموں کی rightsizing اور downsizing ہو رہی ہے۔ اس کے لیے شاید بہت ساری کمیٹیاں بھی بنائی گئی ہیں، ان کی Notifications بھی ہوئے تھے۔ اس دوران پورے پاکستان میں جو سب سے بڑا chaos create ہوا تھا، وہ تھا ان ملازمین کے لیے جن کو فارغ کیا جانا تھا۔ میں نے اپنی Industries and Production کی قائمہ کمیٹی میں بھی وزیر رانا تنویر صاحب سے پوچھا تھا کہ کون کون سے محکمے ہیں جن میں آپ downsizing کر رہے ہیں تو کچھ محکموں کی detail آئی تھی، پوری detail نہیں آئی۔ جب تک یہ detail آتی نہیں، وہ کہتے ہیں کہ SIFC میں گئی ہے یا Apex Committee میں گئی ہے۔ جب کبھی SIFC کا نام لیں، ہماری تو روح کانپ جاتی ہے کہ یہ سوال پوچھنا ہمارے لیے کچھ اور نہ ثابت ہو جائے۔ جناب! بڑا معصوم سا سوال ہے کہ کون کون سے محکمے ہیں جن کو آپ نے بند کرنے کا ارادہ کیا ہے، نمبر ا۔ کیا ان میں یوٹیلیٹی سٹورز جیسے بڑے محکمے شامل ہیں یا نہیں؟ جن محکموں کو آپ نے بند کرنے کا final کر دیا ہے، ان کے ملازمین کا status کیا ہوگا؟ کیا آپ ان کو Golden Handshake دے رہے ہیں یا سب کو اٹھا کر ایک ہی تلوار سے فارغ کر دیں گے؟ یہ میرا initial question ہے۔ جب آپ کا جواب آئے گا، پھر میں اس کا secondary question پوچھوں گا۔ شکریہ۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ (وزیر برائے پارلیمانی امور): بہت شکریہ، عون عباس صاحب۔ آپ کی روح کیوں کانپتی ہے، آپ نے بڑی بڑی جگہوں پر ہاتھ ڈالے ہیں اور آپ بھگت گئے ہیں تو یہ تو چھوٹی سی چیز ہے جس کے بارے میں آپ کہہ رہے ہیں۔ Sir, rightsizing is the

need of the day. اس کی وجہ یہ ہے کہ حکومتوں کاکام کاروبار کرنانہیں ہے،حکومتوں کا کام ہے کہ کاروبار کے لیے congenial environment دیناہے،مناسب حالات فراہم کرتے ہیں۔ جو facilitation ہو سکتی ہے to carry out the businesses, یہ حکومت کی ذمہ داری ہے۔ بد قسمتی سے ہم ماضی میں کاروباری activities میں بہت زیادہ indulge کر گئے جس کی وجہ سے state-owned enterprises کی جو bleeding ہے،ان کے خساروں کی وجہ سے قومی خزانے پر جو بوجھ پڑتا ہے،وہ سالانہ سینکڑوں ارب روپے ہیں۔ جو ہمارا بجلی اور گیس کا circular debt ہے،اس کے ساتھ یہ ملا کر سرکاری خزانے سے ہر سال دو کھرب روپے سے زیادہ کی رقم اس سیکٹر سے اور سینکڑوں ارب روپے اس سیکٹر سے سرکاری خزانے پر بوجھ پڑ رہے ہیں۔ اس معاملے سے نمٹنے کے لیے پاکستان کی معیشت کو ventilator سے اتار کر دوبارہ اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کے لیے یہ ساری exercise شروع کی گئی۔

میں اگر top سے bottom پر آؤں تو recently تین چیزیں Divisions کے اعتبار سے ہوئیں، Narcotics Control Division کو Cabinet decision کے ذریعے داخلہ ڈویژن میں merge کر دیا گیا ہے because it was used to be there اور Narcotics کی force ہوتے ہوئے وہ independent کام کرتی ہے۔ کچھ صوبے بھی اس میں اپنا کام کرتے ہیں۔ اسی طرح Aviation Division was part of Defence Division till 2013. Aviation کا سارا کام پہلے CAA کرتی تھی، اب Pakistan Aviation Authority ہے۔ اس کی services کا wing ایک کر دیا گیا ہے، Engineering and Safety کا wing ایک کر دیا گیا ہے۔ Aviation اس کا Safety Wing ہے۔ اب ڈویژن کا کام Authorities کے ہوتے ہوئے بڑا minimal تھا،اس کو وزارت دفاع کا ونگ بنادیا گیا ہے جو 2013 سے پہلے تھا۔ جسے ہم CADD کہتے ہیں،اسے abolish کر دیا گیا۔ اس کے علاوہ آپ کے علم میں ہے کہ Pak-PWD کی winding up کر دی گئی ہے۔ اسی طرح مختلف محکموں کی ایک فہرست دی گئی ہے جو phase wise ہو رہے ہیں۔

جہاں تک ملازمین کا تعلق ہے، اس میں دو تین different categories ہوں گی۔ وہ ملازمین جو ایک certain portion of length of service کر چکے ہیں یعنی اپنی ملازمت کے آخری پانچ سالوں میں ہیں، وہ premature retirement پر چلے جائیں گے،ان کی length of service کو سامنے رکھتے ہوئے ان کو pension benefits کے ساتھ ایک one time allowance دیا جائے گا۔ وہ ملازمین جن کی length of service ابھی پانچ سال سے کم ہے یا سات سال ہے، مجھے

exactسال یاد نہیں، ان کو یہ option دی گئی ہے کہ ان کو وفاقی حکومت کے باقی محکموں میں ایک relaxation دی گئی ہے تاکہ اگر وہ کہیں اور میرٹ پر compete کرنا چاہیں، وہ کریں۔ ظاہر ہے کہ انہیں Good-bye package بھی offer کیا گیا ہے۔

یہ جو درمیان والی کیٹگری ہے، اس میں surplus pool کی option بھی رکھی گئی ہے اور اس میں different packages کو بھی structure کیا جا رہا ہے۔ پھر ان کو sync کرنے کے لیے Civil Servants Act میں ترامیم CCMC اور کابینہ سے approve کرکے آپ کے سامنے لائی گئی ہیں۔ جو وہ ترامیم آئیں گی آپ کے ووٹ کے لیے، پھر میں آپ کو پوری وضاحت کے ساتھ عرض کروں گا۔ ان محکموں میں، ان state-owned enterprises میں کام کرنے والے پاکستانی ہیں لیکن state policy سب سے بالاتر ہوتی ہے کیونکہ ریاست کا نظام چلے گا تو ہم سب کا نظام چلے گا۔ اس کو streamline کرنے کے لیے یہ rightsizing کی effort شروع کی گئی ہے۔ اس میں کوئی ایسی نیت نہیں ہے کہ لوگوں کے روزگار لے لیے جائیں، حتیٰ کہ کچھ چیزیں outsource ہو رہی ہیں، ملازمین ان کے ساتھ جائیں گے، کچھ چیزیں privatization, rightsizing میں جائیں گی، ان کے employees ساتھ جائیں گے۔ ہم نے یہ exercise کی۔ جو banks privatize ہوئے، وہ phase wise ہوئے، آج ان کا شمار بہترین بینکوں میں ہوتا ہے چاہے وہ ایچ بی ایل ہے یا ایم سی بی ہے یا الائیڈ بینک ہے۔ ان کے اس وقت جو ہزاروں ملازمین تھے، ان کو either Golden-Handshake دیا گیا یا جو ملازمین اچھا کام کر رہے تھے ان کو نئے مالکوں نے continue کروایا۔ اسی طرح باقی محکموں کی بھی اور بہت ساری مثالیں ہیں۔ ہماری کئی refineries privatize ہوئیں، ہماری کئی industries privatize ہوئیں اور ان میں یہ سارے processes ہوئے۔ آئین میں جو basic guarantees دی گئی ہیں، ان کو سامنے رکھتے ہوئے legal framework کے اندر ان کو کیا جائے گا، یہ نہیں کہ آپ صبح کام پر نہ آئیں اور اس کے بعد آپ اللہ کے سپرد ہیں، ریاست ایسا نہیں کرے گی، نہ ہم نے اس طرح سوچا ہے۔ اس کے لیے ایک side by side activity ہوتی ہے۔ ہر محکمے کے ملازمین کا جو volume ہے، اس کو سامنے رکھا جاتا ہے۔ کئی محکمے ہیں جن کی تھوڑی سی trimming ہو رہی ہے، جیسے ہم dieting کرکے وزن کم کرتے ہیں تو یہ صحت کے لیے اچھا ہوتا ہے۔ تو وہ diet پر ہیں، اس کی وجہ سے جو اضافی چربی نکلتی ہے اس کا بھی آپ کو پتا ہے پھر ایک قدرتی طریقہ ہوتا ہے، وہ آہستہ آہستہ خود بخود نکلتا ہے۔۔۔

(مداخلت)

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جی جی، مجھے آئی ہوئی ہے۔ Specific آپ ضرور پوچھیں لیکن جو میں نے آپ سے کہا کہ legal frameworkکے اندر رہتے ہوئے یہ ساری activity ہوگی اور کسی کو قانون سے بالاتر ہو کر گھر نہیں بھیجا جائے گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی عون عباس صاحب۔

سینیٹر عون عباس: جناب! میرے دو ضمنی سوال ہیں۔ Rightsizing بس ان ہی اداروں کی ہو، کسی اور ادارے میں نہ چلے جائیں، یہ نہ ہو کہ پھر آپ کو رونا پڑ جائے۔ میرا specific question, rightsizing کرتے ہوئے، میں نے یوٹیلیٹی سٹورز کا نام لیا کہ کون سے وہ محکمے ہیں جن کو آپ بند کرنے جا رہے ہیں اور ان کے employees کا status کیا ہے۔ I am sure کہ یوٹیلیٹی سٹورز کے برابر کے اور کون سے departments ہیں، in case you don't have the answer….

Mr. Deputy Chairman: Please, order in the House.

سینیٹر عون عباس: یوٹیلیٹی سٹورز اور اس کے مقابلے کے اور کون سے ادارے ہیں؟ اسٹیل ملز ہے۔۔۔۔

Mr. Deputy Chairman: Please, order in the House Chishti Sahib.

سینیٹر عون عباس: کراچی میں National Training Institute ہے۔ (جاری۔۔۔۔۔T05)

T05-15th Jan2025 Ali/Ed: Waqas 12:20 pm.

Mr. Deputy Chairman: Order in the House, Chishti Sahib.

سینیٹر عون عباس: National Training Institute ہے کراچی میں PMIT ہے میرے خیال میں اور کون کون سے ادارے ہیں جن کو آپ کا بند کرنے کا ارادہ ہے، ان کے کتنے employees ہیں جن کو آپ فارغ کریں گے اور ان کو جب فارغ کریں گے تو ان کے لیے آپ نے کیا financial benefit سوچا ہے۔ that was the specific question.

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی اعظم نذیر تارڑ صاحب۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: عون عباس صاحب کا جو سوال تھا پالیسی کے حوالے سے میں نے statement دے دی، figures کیونکہ آپ نے سوال میں پوچھے نہیں تھے اور جناب! آپ نے پوچھا تھا کہ Incharge of the Cabinet Division be pleased to state whether it is a fact that the Government is undertaking rightsizing, abolishment and merger of different جواب ہے Yes, Government rightsizing کر رہی ہے،

Ministries, yes میں اس کا جواب دیا تین Ministries merge ہو گئیں ہیں باقی Ministries pipeline میں ہیں اس کی تفصیل آ گئی۔ آخری تھا details of such policy indicating current status and future of the employees working in such Ministries? میں نے policy statement دے دی ہے کہ کسی کو by surprise یہ نہیں کہا جائے گا کہ بھائی صاحب آپ گھر جائیں بلکہ legal framework کے اندر رہتے ہوئے Civil Servant Act جہاں پر apply کرتا ہے اس میں ترامیم کی گئی ہیں جو State Owned Enterprises ہیں ان کے اپنے Board of Governors ہیں ان کے اپنے Acts ہیں جن کے تحت وہ regulate کرتے ہیں۔ اس میں وہ تبدیلیاں لائی جائیں گی۔ جناب! آپ نے مانگی ہے detail of such, میں وکیل ہوں، میری مجبوری یہ ہے میں لکھے ہوئے کے باہر جا نہیں سکتا details of such policy indicating current status and future of the employees working in میں نے وہ current status and future آپ کو جو بتایا کہ ان کو legal framework کے اندر رکھتے ہوئے، دیکھیں محکموں کی details آپ مانگیں گے، نام لکھ کر میں عرض کر دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی مہربانی کریں، آپ نے جو سوال کیا ہے ان کو جواب دینے دیں، اور بھی سوال لینے ہیں، جی ایک ہی دفعہ۔

سینیٹر عون عباس: تمام اداروں کے لیے مجھے Cabinet Division refer کر دیں وہ ہر Ministry میں سے جس جس department کو بند کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ نے جو بھی سوال کرنا ہے Chair کو مخاطب کرنا ہے۔

سینیٹر عون عباس: معذرت کے ساتھ مجھے پتہ نہیں تھا کہ آپ Chair کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ کو پتہ ہونا چاہیے کہ کون Chair کر رہا ہے۔ آپ کو Chair کا پتہ نہیں ہے اور سوال کا پتہ ہے، نہیں بس ہو گیا، بہت ہو گیا۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: چیئرمین صاحب! سوال ڈال دیں جواب آ جائے گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی سینٹر ذیشان خانزادہ صاحب۔ آپ نے کہا مجھے پتہ ہی نہیں، یہ مذاق نہیں ہے اس طرح نہیں ہوتا ہے۔ جی مہربانی کریں بیٹھ جائیں۔ جی سینٹر ذیشان خانزادہ صاحب، میں پھر action لوں گا بیٹھ جائیں، آپ نے سوال کرلیا ہے، آپ نے تو بحث شروع کر دی ہے۔ اتنے بڑے ایوان میں بیٹھ کے آپ مذاق کر رہے ہیں، آپ بیٹھ جائیں۔ آپ کے ایک ساتھی کو میں وقت دے رہا ہوں، جی ذیشان خانزادہ صاحب۔

سینیٹر ذیشان خانزادہ: بہت شکریہ جناب چیئرمین، میرا سوال یہ ہے کہ ادھر کہا جا رہا ہے کہ ایک surplus pool بنایا جائے گا اور اس میں on a need basis Establishment Division پھر آگے employees divert کرے گی۔ یہ بھی اس کے ساتھ study ہوئی ہے کہ جو new hiring ہو رہی ہے باقی ساری Ministries میں تو آیا اس hiring پر کوئی فرق پڑے گا یا نہیں اور اس کو مدنظر رکھا جا رہا ہے کیونکہ اگر یہ surplus ہمارے پاس available ہو تو پھر تو نئی hiring کی ضرورت ہی نہیں ہے اور اگر اس چیز کو نہیں کیا جا رہا تو پھر یہ study نامکمل ہے، تو یہ میرا سوال ہے کہ اس پر ضرور بتا دیا جائے۔

اس کے ساتھ ساتھ جناب چیئرمین! میں یہ بھی ضرور کہوں کہ ایک study یہ بھی ہونی چاہیے کہ 1980s اور 1990s سے لے کر ابھی تک اداروں میں جتنی بھی employment ہوئی ہے وہ over employment ہے کیونکہ یہ تو میں دعوے کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ہماری پی ٹی آئی کی حکومت میں as such اتنی کوئی hiring نہیں ہوئی جتنی پہلی حکومتوں نے کی ہے اور اب اگر پی آئی اے کی بھی بات ہوتی ہے تو کہا جاتا ہے کہ جی یہ تو پی ٹی آئی کی وجہ سے پی آئی اے کا یہ حال ہے۔ کل بھی منسٹر صاحب نے اس پر بڑی بات کی ہے لیکن اصل بات یہ ہے کہ پی آئی اے کو اسی لیے کوئی خرید نہیں رہا کیونکہ اس میں over employment ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کے جو قرضے اتنے بڑھے ہیں تو وہ اسی چیز کی وجہ سے ہیں۔ تو یہ بھی ذرا study میں آپ شامل کریں تاکہ لوگوں کو پتہ چلے کہ اصل میں ان اداروں میں جو over employment ہے وہ کس چیز کی وجہ سے ہے، بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: میرے فاضل دوست نے سوال بھی خود ہی کیا اور جواب بھی خود ہی دے دیا۔ یہ درست ہے کہ جیسے میں نے کہا تھا کہ اب dieting کی ضرورت ہے کہ جسم پر fat زیادہ ہو گیا ہے جو اس کی ضرورت سے زائد ہے، اس کو اتارنے کی ضرورت ہے اور کئی دفعہ کچھ useful چیزیں ہوتی ہیں جب آپ trimming کر رہے ہوتے ہیں جیسے ہم درختوں کی کرتے ہیں تو اس کو trim کرتے ہوئے جو ایک component اس کا ہے وہ surplus pool ہوگا اور surplus pool کے لیے ظاہر ہے یہ study side by side جاری ہے۔ There are three specialized committees.

ایک کمیٹی ہے headed by Finance Minister, اس کا کام ہے rightsizing and downsizing کے proposal کو دیکھنا، پھر ایک State Owned Enterprises کے بارے میں ہے جس میں پیرزادہ صاحب بھی ہیں، میں بھی بیٹھتا ہوں، ہمارے کچھ اور colleagues بھی ہیں، وہ State Owned Enterprises کو دیکھ رہی ہے۔ جیسے آپ نے پی آئی اے کا ذکر کیا جس طرح اور بہت سارے سرکاری ادارے ہیں جیسے عون عباس صاحب نے کہا Utility Stores ہیں، PASSCO ہے many others departments like these, Life Insurance Companies ہیں ان پر الگ سے کام ہو رہا ہے اور پھر ایک Legal Committee ہے جس میں Minister for Law and Justice, Minister EAD اور ہمارے باقی متعلقہ لوگ ہیں جو اس کے لیے legal framework دیکھ رہے ہیں، آپ کی بات کا جواب ہے اور وہ اس میں need base پر ہی دیکھی جارہی ہے۔ تو یہ ایک chain ہے، ہم بڑی نیک نیتی سے یہ کوشش کر رہے ہیں کہ ویسے میں نے شروع میں کہا تھا کہ جو کاروبار ہے وہ پاکستان کے عوام کرے۔ ریاست کی، حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ کاروبار کے لیے مناسب ماحول فراہم کر دیا جائے کیونکہ حکومتیں کاروبار نہیں کرتیں۔

آپ نے پی آئی اے کا ذکر کیا، ہاں ہم نے اس میں تاخیر کی، اس میں losses اکٹھے ہوئے یہ کوئی چھپنے والی بات نہیں ہے۔ اگر گزشتہ حکومتوں نے بھرتیوں کے ذریعے کام خراب کیا تھا تو ایک انتہائی irresponsible strategy اپنا کے pilots کے بارے میں بغیر تحقیق کے بیان دے کر competitive airlines والے ممالک تھے ان کو موقع فراہم کیا گیا کہ وہ lobby کریں اور پی آئی اے کے جو operations ہیں وہ بند ہوں اور آپ سب کو معلوم ہے کہ post Covid جو boom آیا تھا aviation industry میں، اگر پی آئی اے in operation ہوتی تو ہمارا سینکڑوں اربوں کا بزنس اس طرح نہ جاتا۔ ہم نے lease پر طیارے

لے رکھے ہیں اور شومی قسمت سمجھیے کہ ہم lease pay کرتے رہے ہیں دو دو ڈھائی ڈھائی لاکھ ڈالر ہر مہینے لیکن ہمارے international operations نہیں تھے اور وہ lease کیونکہ آپ کا 20 سال کا 10 سال کا contract تھا business کو دیکھتے ہوئے آپ اس کو درمیان میں چھوڑ کے بھاگ نہیں سکتے تھے اور وہ آپ کو پھر بھی دینا پڑنی تھیں۔

تو یہ ساری چیزیں ہیں جس میں ہر کسی نے کچھ نہ کچھ غلطی بھی کی ہے، کچھ اچھا بھی کیا ہے، آپ کی حکومت نے بھی غلطیاں کی ہیں، کچھ add بھی کیا ہے، ہماری حکومت نے، ہمارے ساتھیوں کی حکومتوں نے اس ملک کے لیے بہت کچھ کیا ہے، غلطیاں بھی ہوتی ہیں جیسے میں پہلے عرض کر رہا تھا کہ اگر 80 فیصد ٹھیک ہو رہا ہے % 10,15 میں improvement ہے۔ ہمارا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ گاڑی آگے چلے۔

Mr. Deputy Chairman: Senator Palwasha Khan, Order in the House, please.

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: Surplus pool کے حوالے سے ایک باقاعدہ strategize کر کے چلا جا رہا ہے کہ جیسے Pak PWD کے جن لوگوں نے surplus pool میں جانا تھا ان کے بارے میں بھی واضح کیا گیا کہ ان میں سے CDA کون جا سکتا ہے ان میں سے جو technical staff ہے وہ کہاں کہاں بھیجے جا سکتے ہیں and rest assured it would be in accordance with a framed policy اور اس میں consistency ہو گی, اس میں آپ کو disparity نظر نہیں آئے گی، بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اس سے پہلے کہ میں دوسرا سوال لے لوں، ہمارے بلوچستان سے Balochistan Residential College Loralai کے 50 کے قریب طلبہ اور اساتذہ gallery میں موجود ہیں، ایوان میں ان کو خوش آمدید کہتے ہیں۔

(Desk Thumping)
(The Chair recognized the presence of a group of 50 students and teachers of Balochistan Residential College Loralai)

(Q.No.29)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی سوال نمبر 29. سینیٹر ڈاکٹر زرقا صاحبہ۔ وہ موجود نہی ہیں۔ جواب پڑھا تصور کیا جاتا ہے۔ سوال نمبر 30, سینیٹر محمد اسلم ابڑو صاحب۔

(Q.No.30)

سینیٹر محمد اسلم ابڑو: شکریہ چیئرمین صاحب، میرا سوال internet کے حوالے سے تھا جو Ministry نے جواب دیا کہ یہ PTA کی ذمہ داری ہے اور یہ technical مسئلہ ہے تو میں یہ کہوں گا (جاری ہے-----T06)

T06-15Jan2024 Tofique/ED:Khalid 12:30 pm

سینیٹر محمد اسلم ابڑو: (جاری---) اور یہ technical مسئلہ ہے۔ جناب چیئرمین! میں یہ کہوں گا کہ پورے ایک سال میں کیا یہ technical مسئلہ حل نہیں ہوا؟ دنیا چاند پر پہنچ گئی اور ہمارا internet کا مسئلہ ابھی تک حل نہیں ہو رہا۔ اس میں تاجر برادری کو اور students کو کتنا نقصان ہو رہا ہے؟ مجھے تو افسوس ہو رہا ہے اگر یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا تو اس کا بڑا نقصان خاص طور پر تاجر برادری کو اور students کو ہو رہا ہے جو online study کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ حال ہے اگر ہم کہیں message بھیجنا چاہتے ہیں تو message بھی نہیں بھیج سکتے۔ میں یہ چاہوں گا کہ اس سوال کو کمیٹی میں بھیجا جائے، شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی شزہ فاطمہ خواجہ، وزیر مملکت برائے انفارمیشن ٹیکنالوجی۔

محترمہ شزہ فاطمہ خواجہ (وزیر مملکت برائے انفارمیشن ٹیکنالوجی): شکریہ جناب چیئرمین! معزز ممبر نے جو سوال پوچھا ہے وہ ایک regulator کی ذمہ داری ہے، پہلا سوال یہ ہے کہ کونسی authority ہے جو internet excess اور اس کی speed کو monitor کرتی ہے۔ Pakistan Tele-Communication Authority (PTA) as autonomous regulator under Cabinet Division ان تمام چیزوں کو دیکھتا ہے اور اس internet کے regular audits کرتا ہے اور تمام ملک کے اندر اب انہوں نے ڈیڑھ سال سے audits کی frequency بھی تقریباً double کی ہے اور random audits شروع کیے ہیں جس کے basis پر وہ ہمیں بھی اس کی report دیتا ہے اور actually یہ report ان کی website پر public ہوتی ہے۔ ان کی websites پر ایسی تمام reports موجود ہیں۔

جناب والا! جہاں تک معزز ممبر کا سوال ہے کہ تاجر برادری اور IT related industry کو کیا نقصان پہنچا ہے؟ میں اتنا quote کرنا چاہوں گی اور یہ numbers record پر موجود ہیں کہ اس financial year کے جو پانچ مہینوں یعنی جولائی تا نومبر، اس کے statistics آچکے ہیں، IT Industry کی export میں year on year 33% growth show ہوئی ہے اور یہ

33% growth پہلے پانچ مہینوں میں service sector میں سب سے زیادہ جو exports ہوئی ہیں وہ IT enable services میں ہوئی ہیں۔

Similarly, اگر آپ اس کو overall دیکھیں تو یہ واحد trade service industry ہے جس نے trade surplus بھی show کیا ہے۔ میں یہ quote کرنا ضروری سمجھوں گی کہ پچھلے ایک سال میں پاکستان میں تقریباً 25% internet کے users increase ہوئے ہیں۔ Revenue کے export figures یہ بتاتے ہیں کہ over all Industry thrive کر رہی ہے اور اس کی وجوہات ہیں۔ ہم نے جو internet میں زیادہ issues دیکھے ہیں وہ mobile broadband میں دیکھے ہیں۔ Fix line پر وہ issues اس طرح سے نہیں ہوئے جس طرح سے mobile broadband میں ہوئے ہیں اور تمام industries اور ہماری یونیورسٹیاں fix line پر operate کرتی ہیں۔

ہم regularly Pakistan Software Houses Authority سے اور مختلف software houses اور جو BPO services دیتے ہیں، ان کے ساتھ regular in touch ہیں۔ اگر آپ کی knowledge میں ایسے لوگ ہیں جن کے businesses کو ان deceptions کی وجہ سے نقصان پہنچا ہے، آپ ہم سے directly رابطہ کریں۔ ہم نے P@SHA سے request کی تھی کہ ان کے جتنے بھی ممبرز ہیں جن کو issue آرہا ہے، ہمیں بتائیں۔ انہوں نے ہمیں total 3 companies کا بتایا ہے، PTA نے immediately اپنے لوگ وہاں پر بھیجے اور پتا یہ چلا کہ ان کے local level پر مسائل تھے۔

جناب والا! میری گزارش یہ ہوگی کہ Internet کو لے کر as of today جو user experience میں جو issue ہے وہ spectrum conjunction کی وجہ سے ضرور ہو سکتا ہے۔ میں بار بار یہ بات دہراتی رہی ہوں کہ پورا پاکستان 274 MHz کے spectrum پر operate کر رہا ہے۔ Internet کی usage دن بہ دن grow کر رہی ہے۔ پچھلے چھ یا آٹھ مہینوں میں اب، thanks to Law Minister as well, we have been able to vacate over 550 MHz of spectrum from litigation. Litigation میں پھنسا ہوا spectrum تھا اور ہماری کوشش یہ ہے کہ ہم second quarter of this calendar year ہم اس spectrum کو auction کریں۔ جیسے جیسے اس spectrum کی availability بڑھتی جائے گی internet کا overall reliability, experience and speed بہتر ہو گی۔

Similarly, Pakistan میں جو submarine cables ہیں وہ اس وقت 8 total آتی ہیں اور اس میں سے ایک end of life میں ہے۔ چار نئی submarine cables کو پاکستان سے connect کیا جا رہا ہے۔ جس میں سے ایک cable جو کہ دنیا کی سب سے بڑی cable ہے وہ land کر گئی ہے۔ اگلے چند مہینوں میں وہ بھی light-up ہو جائے گی اور اس سے بھی آپ کو internet بہت بہتر نظر آئے گا۔ مسلسل کوششیں جاری ہیں کہ اس کی access, reliability and speed کو کس طرح سے بہتر کیا جاسکے، شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ، سینیٹر انوشہ رحمان صاحبہ۔

سینیٹر انوشہ رحمان: شکریہ، جناب چیئرمین! وزیر صاحبہ نے بہت تفصیل سے جواب دیا ہے لیکن problem یہ ہے کہ یہ reality اپنی جگہ موجود ہے کہ internet access کی problem کی وجہ سے کاروبار ضرور impact ہو رہے ہیں۔ وزیر صاحبہ بالکل صحیح فرما رہی ہیں کہ اس وقت پاکستان میں spectrum صرف 274 MHz ہے۔ لیکن ہمیں اس بات کو بھی سامنے رکھنا ہے کہ اس وقت Telenor پاکستان سے exit کر رہا ہے۔ پاکستان حکومت کی جو پالیسی ہے جس کی وجہ foreign direct investment آئی، 2013 and 2018 کا time period بھی ہم نے دیکھا اور اس کے بعد کا بھی time period دیکھا۔

میں اس بات کو بہت appreciate کرتی ہوں کہ Sun TV کا spectrum خالی کروایا۔ Law Ministry نے اور Attorney General نے ان cases کو pursue کیا۔ بہت اچھا کیا لیکن 274 MHz کا mobile spectrum companies نے پچھلے تیس سال کے span پر لیا ہے۔ وہ drip feeding پر چلتے ہیں۔ 500 MHz کا spectrum لینے کے لیے کون آئے گا؟ اس کے لیے ایسا کیا طریقہ کار بنایا گیا ہے کہ کوئی پاکستان میں مزید investment کرے۔ اگر ہم نے data اور spectrum دینا ہے اور پھر اس کے استعمال پر قدغن لگانا ہے، تو یہ ایسے ہی ہے جیسے آپ ایسی digital highway کھول دیں جس پر Ferrari چل سکتی ہو لیکن سائیکل بھی چلانے کی اجازت نہ ہو تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

میرا سوال یہ ہے کہ یہ جو آئندہ آنے والا spectrum ہے، جس کی بات ہو رہی ہے، کیا اس پر consultants نے اپنی report دے دی ہے اور کیا یہ بتا دیا ہے کہ investors اس میں invest کرنے میں interested ہیں؟ 500 MHz

data اور استعمال اس کے۔ جائے گا نتیجے میں کے auction جو spectrum کہ یہ ممکن ہے تو کیا یہ ارادہ ہے اگر کا دینے اکٹھے spectrum

broadband کی availability پر قد غن لگانے کا حکومت کا منصوبہ کیا ہے؟

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ، جی وزیر صاحبہ۔

محترمہ شزہ فاطمہ خواجہ: شکریہ، معزز سینیٹر نے جو سوال پوچھا ہے، اس میں دو چیزیں important ہیں۔ ایک FDI پر بات ہوئی۔

Sir! Unfortunately, by the end of 2022 جب ہماری PDM کی حکومت آئی، اس وقت یہ ملک default کے دہانے پر کھڑا تھا

and rightly said that at the point, we were unable to repatriate profits of international companies and we were unable to therefore attract foreign direct investments.

یہ ایک major وجہ ہے کہ پچھلے دو تین سالوں میں mobile network infrastructure میں investment نہیں ہو سکی، جو کہ internet congestion کی ایک اور وجہ ہے۔

اب جب دو سالوں میں it's not just that the economy has stabilized but آج ہماری opposition بھی اس چیز کو agree کر رہی ہے کہ economy development کے path پر چل رہی ہے and today while we were able to repatriate dollars تو آپ دیکھیں گے اور دیکھنا شروع ہو گئے ہیں کہ foreign direct investment آنا شروع ہو گئی ہے اور ہمیں امید ہے کہ آنے والے وقت میں یہ چیز مزید بہتر ہوتی رہے گی۔ جناب والا! جہاں تک auction اور consultant کی بات ہے، PTA نے ایک US based NIRA consultant کو onboard لیا ہوا ہے۔ ہم ان کے ساتھ complete consultation میں ہیں۔ انہوں نے stakeholders consultation بھی کافی حد تک complete کر لی ہیں اور ان کی report کا انتظار ہے۔ مگر درست فرمایا کہ کیا اتنی spectrum لی جاسکے گی اور اس کی اتنی appetite ہو گی یا نہیں ہو گی؟ دنیا میں debate بدل گئی ہے۔ ایک point تھا جب ہم spectrum auction کو government کے لیے as a revenue measures دیکھتے تھے اور ہم نے یہ بھی دیکھا کہ spectrum 29 million dollar per MHz پر بھی بکا۔ میڈم! جب آپ کے وقت auction ہوئی تھی تب I am not sure کہ rate کیا تھا؟

(مداخلت)

محترمہ شزہ فاطمہ خواجہ: آج جب آپ پورا landscape globally دیکھتے ہیں تو اس میں اب spectrum کو as a revenue measure نہیں دیکھا جاتا بلکہ spectrum is seen as a growth measure. تو ہماری کوشش یہ ہے۔

(جاری۔۔۔T07)

T07– 15Jan2025 IMRAN/ED: WAQAS 12:40 pm

محترمہ شزہ فاطمہ خواجہ: (جاری۔۔۔۔) ہماری کوشش یہ ہے کہ جس طرح باقی comparable ممالک میں اور کچھ دیگر ملکوں میں spectrum کا صرف پانچ فیصد upfront cost مانگی جاتی ہے اور باقی revenue sharing basis پر ہوتا ہے۔ کچھ ملکوں میں لوگ spectrum free دے رہے ہیں تاکہ جب internet بہتر ہو گا تو اس کا economy پر spill over impact بھی massive ہوگا جس کی وجہ سے آپ کو overall economic growth اور social growth نظر آتی ہے۔ We are waiting for the report of the consultant. جیسے وہ ان تمام چیزوں کو مد نظر رکھتے ہوئے، جیسے کہ جن لوگوں نے auction میں bid کرنا ہے ان کی appetite کو دیکھتے ہوئے، international benchmarking کرتے ہوئے، یہ growth vs revenue debate دیکھتے ہوئے، ان تمام چیزوں کی ہمیں جیسے ہی report آئے گی تو چیزیں مزید بہتر اور واضح ہو جائیں گی۔ مہربانی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی سینیٹر خانزادہ صاحب۔

سینیٹر ذیشان خانزادہ: بہت شکریہ جناب چیئرمین! سوال تو IT اور internet کے حوالے سے تھا لیکن منسٹر صاحبہ نے کچھ اور بھی چیزیں بتائی ہیں کہ شروع میں جب ان کی حکومت آئی ہے تو انہیں کوئی foreign currency کا issue آیا جو کہ شاید PTI کی حکومت کی وجہ سے تھا۔ میرے خیال میں یہ باتیں تو سب کو پتا چل چکی ہیں کہ جو بھی political instability آئی ہے وہ یہ خود لے کر آئے ہیں اور پھر ان کو جو بھی problems آئی ہیں وہ ان کے time پر تھیں اور وہ ہمارے time پر نہیں تھیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ اپنا سوال کریں۔

سینیٹر ذیشان خانزادہ: جی میرا سوال یہ ہے کہ جو IT exports کی بات ہو رہی ہے، اس میں انہوں نے یہ ضرور کہا ہے کہ وہ بڑھ رہی ہیں لیکن میں پوچھنا چاہوں گا کہ کیا یہ اس rate سے بڑھ رہی ہیں جو کہ forecast ہوا تھا۔ ہمارے time پر یہ forecast ہوا تھا کہ جو 3 billion dollars کی exports تھیں، وہ ایک دو سالوں میں 10 billion dollars تک جائیں گی۔ ابھی تک ہم نے انہیں اُس figure کے آس پاس بھی نہیں دیکھا۔ یہ جو IT growth ہو رہی ہے وہ natural ہے۔ اس میں آپ نے ایسا کیا قدم اٹھایا یا ایسی کون سی contribution کی ہے، ہمیں اس کے بارے میں بتائیں کیونکہ یہ تو پوری دنیا کو پتا ہے کہ اس وقت پاکستان میں internet services کی وجہ سے جو situation بن گئی ہے، اس میں نہ تو کوئی نئی companies آ رہی ہیں اور نہ ہی کوئی نئی investments ہو رہی ہیں بلکہ ہمارے time پر تو STZA نام کا ادارہ صرف IT کے لیے بنایا گیا تھا تاکہ ہم اپنی IT exports کو 10 or 12 billion dollars پر لے کر جائیں۔ ابھی تو کوئی پوچھتا بھی نہیں ہے کہ اُس ادارے کے ساتھ ہوا کیا ہے۔ یہ ہمارے آج کل حالات ہیں۔

جناب چیئرمین! جو سوال سینیٹر انوشہ رحمان صاحبہ نے کیا ہے، میں بھی اس کو endorse کرتا ہوں کہ دیکھیں! اگر آپ نئے spectrums announce کر رہے ہیں، تو جو ہمارے پرانے internet spectrums ہیں اور اس پر اس وقت جو ہماری interconnectivity especially on mobile networks تو پورے پاکستان میں کہیں پر بھی نہیں ہے۔ آپ اسلام آباد سے باہر نکلیں تو کراچی تک internet مہیا نہیں ہو رہا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ نے وہی سوال پھر دہرایا ہے۔ جی منسٹر صاحبہ۔

محترمہ شزہ فاطمہ خواجہ: جناب! جب سوال repeat کیا ہے تو جواب بھی وہی ہو گا۔ ایک دو باتیں جو یہاں پر mention ہوئی ہیں جس میں STZA اور پتا نہیں ان کی کوئی 10 billion dollars کی projection تھی۔ اگر یہ مجھے منسٹری کا کوئی document لا دیں جس میں انہوں نے کوئی roadmap بنایا تھا یا اس حوالے سے انہوں نے کوئی planning کی تھی کہ تین سالوں میں 10 billion dollars ہو جائے گا، تو وہ ہمارے ساتھ share کریں۔ ہم اس پر implement کر کے آپ کو results دے دیتے ہیں۔ If there is anything that they have documented یا کوئی projection مجھے دکھا دیں، کوئی report دکھا دیں جس میں پاکستان کی IT exports تین سالوں میں 10 billion dollars تک جا رہی ہیں تو

I will come back to you and report back on that.

جناب! جہاں تک STZA کی بات ہے تو جب ہم نے government لی اور دیکھا کہ STZA had become a real estate business like most of the businesses in the country. اس کو real estate کے لوگ misuse کر رہے تھے۔ اس کا law اس طرح سے drafted تھا کہ اُس STZA کے نام پر تمام tax exemptions housing societies لے رہی تھیں۔ اس لیے اس کو control کرکے halt کیا گیا اور اس پر بہتری سے کام کرکے لیے اس وقت STZA میں ہمارے ایک senior officer جو کہ MIT and LUMS graduate بھی ہیں، وہ اس کو chair کر رہے ہیں اور ان معاملات کو بہتر کرکے تیزی سے چیزوں کو آگے لے کر جا رہے ہیں۔ لیکن جناب! جس طرح یہ کرکے گئے تھے تو I want to put it on record that the way law was drafted, and the things were being handled, unfortunately, it had become a real estate business. Thank you so much.

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی شکریہ۔ سوال نمبر 31 سینیٹر قراۃ العین مری صاحبہ۔

(Q No 31)

سینیٹر قراۃ العین مری: جب جواب ہے ہی نہیں تو میں کیا بولوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ اپنا سوال کریں۔

Senator Quratulain Marri: My question is that will the Minister for Aviation be pleased to state whether it is a fact that Day Care Centers are not available at all airports in Pakistan as required under Day Care Centers Act, 2023, if so, the reasons thereof indicating also steps taken or being taken to establish such facilities?

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

سینیٹر قراۃ العین مری: کوئی نہیں آیا جی۔ کوئی منسٹر نہیں آیا۔ اتنی سنجیدگی ہے کہ کوئی منسٹر نہیں آیا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی آپ اس کو issue نہ بنائیں۔ منسٹر صاحب آئیں گے۔

سینیٹر قراۃ العین مری: جناب چیئرمین! I am sorry but I take offence of the fact کہ آپ مجھے کہہ رہے ہیں کہ میں اس کو issue بنا رہی ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

سینیٹر قراۃ العین مری: جناب چیئرمین! معاف کیجئے گا، یہ issue نہیں ہے یہ الگ بات ہے لیکن اس کو issue نہ بنائیں یہ بہت الگ بات ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: منسٹر صاحب دو منٹ میں آ جائیں گے، لیں جی وہ آ بھی گئے۔ جی منسٹر صاحب جواب دے دیں گے۔ آپ تسلی رکھیں۔ آپ اپنا سوال دوبارہ کریں پلیز۔

Senator Quratulain Marri: Will the Minister for Aviation be pleased to state whether it is a fact that Day Care Centers are not available at all airports in Pakistan as required under Day Care Centers Act, 2023, if so, the reasons thereof indicating also steps taken or being taken to establish such facilities?

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: اس کا جواب تو آیا ہے۔ Naturally جب قانون سازی ہوتی ہے تو اس میں ایک ہدایت دے دی جاتی ہے لیکن جناب! قانون سازی کے بعد بہت سے infrastructures کی ضرورت ہوتی ہے اور جناب، اداروں کو کھڑا کرنے میں وقت بھی لگتا ہے۔ اگر کوئی 2022 کی legislation ہے تو اس میں immediately جو ہو سکا تھا، وہ ہو گیا اور کچھ رہ گیا لیکن میں شکر گزار ہوں محترمہ مری صاحبہ کا کہ انہوں نے ایک بڑے اچھے subject کی طرف توجہ مبذول کرائی ہے۔ میں آج صبح بھی انہیں briefing میں کہہ رہا تھا کہ اس حوالے سے جو بھی possible immediate measures ہیں، وہ لیے جائیں گے کیونکہ employees کی سہولت کے لیے ہم نے اور بہت سے دیگر شعبوں میں انہی day care centers کا concept offices میں دیا ہے۔ I am talking for myself کہ ہم نے صوبوں کی مدد سے ملک کی بڑی Bar Associations میں، چونکہ اب وہاں number of women بہت زیادہ بڑھ گیا ہے، تو ہم نے پچاس کے قریب ایسے centers کو اگلے دو سالوں میں operational کرنا ہے۔

یہ بہت اچھی تجویز ہے۔ اس میں قانون کی منشا بھی ہے اور اس کے لیے ہم سب کی collective effort and will چاہیے۔ جہاں جہاں ایسے lapses ہیں ان کے لیے آج صبح میں اُنہیں یہی کہہ رہا تھا، ویسے Minister for Aviation by at large

sessionsمیں موجود ہوتے ہیں لیکن آج وہ نہیں ہیں۔ I will take it up with him and get back to you with further plansکہ آج کے بعد کےplansکیا ہیں تاکہ یہ معاملہ آگے چل سکے۔

سینیٹر قراۃ العین مری: چیئرمین صاحب! میری ایک گزارش ہے کہ منسٹر صاحب ایک تاریخ دے دیں کہ کب تک وہ اس ایوان کو properly brief کریں گے on the steps taken and the reasons why it has not been established because airportsپر نیاinfrastructureتو بنے گا نہیں، یہ بات منسٹر صاحب کو بھی پتا ہے اور مجھے بھی پتا ہے۔ اگر ایک تاریخ بتادیں تو بہتر رہے گا۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جواب میں بھی انہوں نے وقت مانگا ہے کہ certain information from the Department is awaited on the basis of which reply of the Question will be submitted as soon as received.میں انہیں کہتا ہوں کہ یہ اگلے تیس دن میں آپ کے سوال کا جواب یہاں لے کر آئیں اور meanwhileجوdevelopmentsہوئی ہیں اور جو ہونے جا رہی ہیں ان پر ان شاء اللہ میںMinister for Aviationسے کہوں گا کہ وہ خودinterestلیں۔ یہ ایک اچھا کام ہے اور یہ ہونا بھی چاہیے۔ جوemployeesوہاں پر مختلف capacitiesمیں کام کر رہی ہیں ان کو یہ سہولت ہونی چاہیے۔

(اس موقع پر ایوان میں اذان ظہر سنائی دی گئی)

(جاری------T08)

T08-15Jan2025 Ashfaq/Ed:Khalid 12:50pm

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: یہ ساریinformation next rota dayپر آئے گی and meanwhile rest assure I also request to Minister for Aviationکہ اس پر کام ہونا چاہیے۔. it is a very noble case

جناب ڈپٹی چیئرمین: انہوں نے جواب دے دیا ہے اورQuestion Hourکو سوا، ڈیڑھ گھنٹہ ہو گیا۔ میں ایوان کی باقی کارروائی کی طرف جاؤں۔ آج وقفہ سوالات کے دوران Cabinet Division and IT سے کوئی بھی grade20 officer galleryمیں موجود نہیں تھا حالانکہ سینیٹ قواعد و ضوابط کے مطابق کم از کم grade 20کےofficers کاgalleryمیں موجود ہونا ضروری ہے۔ لہٰذا

تمام departments سے گزارش کی جاتی ہے۔ایک منٹ رک جائیں، میرا لہجہ ماشاء اللہ اتنا نرم ہے۔ لہٰذا تمام وزارتیں اور کابینہ ڈویژن کو ہدایت کی جاتی ہے کہ سوالات کے دوران کم از کم grade 20 کے افسران کا gallery میں موجود ہونا ضروری ہے۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب! If it is happened, مجھے یاد ہے کہ ایک خاتون JS briefing میں موجود تھیں، I do not know, ابھی نہیں ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی کمی بیشی ہو۔ I apologize for that and it would never happen again. میں آپ کے حکم نامے کے تابع ہدایت بھی جاری کرتا ہوں۔ Parliamentary Affairs کی Secretary صاحبہ سے کہیں کہ وہ آج ایک circular جاری کریں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: دوسری بات یہ ہے کہ میری تربیت ایسے ہوئی ہے کہ میں نے گزارش اور request کرنی ہے، میری ایسی تربیت ہوئی ہے۔آپ کی جیسی تربیت ہوئی ہے، آپ وہ language استعمال کریں۔ میری تربیت ,request مہربانی، جناب، السلام علیکم اور عزت و احترام ہے۔آپ کی جو بھی تربیت ہوئی ہے، وہ آپ کا اپنا issue ہے۔ میں نے آپ ہی کی بات کرنی تھی کہ یہاں پر 20 grade کے افسران موجود ہونے چاہئیں، میں آپ کی بات کر رہا ہوں، اگر آپ نے کوئی اور ذہن بنایا ہوا ہے۔ اب ہم چھٹی کی درخواستیں لے لیں؟ نہیں آپ پھر بھی سوچ سمجھ کر بتادیں، کیا چھٹی درخواستیں لے لیں۔ ٹھیک ہے کہ اب چھٹی کی درخواستیں لیتے ہیں۔ اب میں آپ سے کہوں گا کہ request ہے تو آپ کہیں گے کہ آپ request نہ کریں۔ میرے پاس کیا ہے، کیا میرے پاس بندوق ہے؟ نہیں، آپ کا اپنا مزاج ہے اور میرا اپنا مزاج ہے۔ میں نے کہا کہ جو بھی اجلاس ہو گا، اس میں ہر وزارت کی طرف سے grade 20 کا افسر یہاں پر موجود ہونا چاہیے۔ یہ Rules ہیں کہ ایک گھنٹہ یا سوا گھنٹہ ہے، بتادیں، next کر لیتے ہیں۔ جی اب چھٹی کی درخواستیں لے لیتے ہیں۔

Leave of Absence

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر لیاقت خان ترا کئی صاحب نے ناسازی طبعیت بنا پر گزشتہ 344 اجلاس کے دوران مورخہ 16 تا 19 دسمبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور کی جاتی ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر کاظم علی شاہ صاحب نے بعض نجی مصروفیات کی بنا پر 344 اجلاس کے دوران مورخہ 19 دسمبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور کی جاتی ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر عبدالشکور خان صاحب نے بعض نجی مصروفیات کی بناپر مورخہ 14 تا17 جنوری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیارخصت منظور کی جاتی ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: اب Order No. 3 لیتے ہیں۔ سینیٹر کامران مرتضٰی صاحب! ان شاء اللہ، یہ کرلیں پھراس پر لازمی بات کریں گے۔ جی سینیٹر سید علی ظفر صاحب! آپ بتائیں۔

سینیٹر سید علی ظفر: جناب! کل کچھ باتیں ہوئی ہیں، مجھے ان کا جواب دینا ضروری ہے۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: یہ دو قائمہ کمیٹی کی reports ہیں، یہ کرلیں پھر آپ کو موقع دیں گے۔

سینیٹر سید علی ظفر: اس کے بعد آپ مجھے اجازت دیں گے۔ جی، جی ان شاء اللہ۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: پھر Calling Attention Notices چھوڑتے ہیں، آپ بات کرلیں، اگرانہوں نے کرنا ہے تواس کے فوراً بعد بات کرلیں۔ جی ایمل ولی خان صاحب! آپ بتائیں۔

سینیٹر ایمل ولی خان: یہاں پر بہت باتیں ہو چکی ہیں، ہم نے کل بھی request کی تھی کہ بہت سنجیدہ باتیں ہیں، اگر ہمیں ان سے پہلے موقع دے دیا جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: وہ سنیں گے۔ جی Order No.3, Senator Umer Farooq Sahib, Order No.3 پیش کریں۔ جی سینیٹر قراۃالعین مری صاحبہ کا mic on کریں۔

Presentation of report of the Standing Committee on Petroleum on [The Pakistan Minerals Regulatory Authority Bill, 2024]

Senator Quratulain Marri: I, on behalf of Senator Umer Farooq, Chairman, Standing Committee on Petroleum, present report of the Committee on a Bill to provide for the establishment of the Pakistan Minerals Regulatory Authority [The

Pakistan Minerals Regulatory Authority Bill, 2024], introduced by Senator Mohammad Abdul Qadir on 19th February, 2024.

جناب ڈپٹی چیئرمین: رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔اب Order No.4 پیش کریں۔

Presentation of report of Standing Committee on Petroleum, on a Starred Question regarding provision of annual subsidy of Rs. 17 billions on gas pricing to the fertilizer producers in the country

Senator Quratulain Marri: I, on behalf of Senator Umer Farooq, Chairman, Standing Committee on Petroleum, present report of the Committee on the subject matter of Starred Question No. 122, asked by Senator Dr. Zarqa Suharwardy Taimur, on 13th September, 2024, regarding provision of annual subsidy of Rs. 17 billions on gas pricing to the fertilizer producers in the country and also the details and reasons thereof.

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔اب Order No.5 توجہ دلاؤنوٹس سینیٹر عون عباس صاحب کا ہے۔ ان کی طرف سے کوئی ہے؟ نہیں ہے تو توجہ دلاؤنوٹس نمٹایا جاتا ہے۔Order No.6 توجہ دلاؤنوٹس سینیٹر سرمد علی صاحب کا ہے،اس پر بات کریں۔ وہ بھی موجود نہیں ہیں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: ایک منٹ رک جائیں، یہ توجہ دلاؤنوٹس لے لئے گئے ہیں۔ سینیٹر کامران مرتضٰی صاحب کو پہلے موقع دیتے ہیں، ان شاء اللہ اس کے بعد آپ بات کر لیں۔ میں نے کہا کہ اس کے فوراً بعد سینیٹر کامران مرتضٰی صاحب بات کریں گے اور ان کے بعد آپ بات کریں گے۔ میں بیٹھا ہوں،آپ حکم کریں۔جی سینیٹر کامران مرتضٰی صاحب۔ (جاری-----T09)

T09- 15JAN2025 Abdul Ghafoor/Ed. Waqas Khan 1:00 P.M

Point of public importance raised by Senator Kamran Murtaza regarding law & order situation in the province of Balochistan

سینیٹر کامران مرتضٰی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب! جس صوبے کے آپ رہنے والے ہیں، میں بھی اسی صوبے کا رہنے والا ہوں۔ جناب! آپ کی توجہ چاہیے۔ میرے اور آپ کے صوبے میں آپ نے یہ نوٹ کیا ہوگا، پچھلے کچھ دنوں سے بلکہ کچھ ہفتوں سے یہ لوگوں کو اٹھائے جانے کا عمل بہت تیز ہو گیا ہے۔ لوگوں کو اٹھائے جانے کے عمل سے مراد وہ عمل ہے جو غیر قانونی طور پر لوگ اٹھائے جاتے ہیں اور غیر قانونی

طور پر اس کا الزام rightly or wrongly وہ forces or agencies پر لگتا ہے، اور اس کے retaliation میں آپ نے دیکھا ہو گا کہ بلوچستان کی کئی قومی شاہراہیں کئی کئی دن تک بند رہی ہیں، تو یہ عمل جو ہے اس کے اوپر وہ عمل نہیں کرتے، اس کا جو اعوام سے اس طرح سے آنے لگ گیا ہے کہ وہ شاہراہیں بند ہوتی ہیں اور اس کے بعد صوبے کا رابطہ باقی ملک سے کٹ جاتا ہے۔ اب معاملات اس حد تک پہنچ گئے ہیں کہ آپ کے کئی قصبے ایسے ہیں جہاں گھنٹوں بلکہ ایک قصبہ اگر مچھ کا لیں تو وہاں کئی دن تک گورنمنٹ کی writ موجود نہیں تھی۔ اب آپ کے سامنے تحصیل زہری کا واقعہ ہوا اور پھر اس کے بعد مستونگ میں ہوا پھر اس کے بعد اور جگہوں پر ہوا تو یہ تقریباً ہر روز بلوچستان میں اس طرح کے معاملات ہوتے ہیں۔ آپ یقیناً یہ کہیں گے کہ امن و امان صوبائی حکومت کا معاملہ ہے، مگر یہ سب کچھ federal forces کی موجودگی میں ہوتا ہے اور الزامات بھی federation پر یا federal forces پر لگتے ہیں۔

جناب! یہ معاملات کب تک ایسے چلتے رہیں گے؟ بلوچستان آپ سے دور ہوتا جا رہا ہے، بلوچستان میں عوام آپ سے دور ہوتے جا رہے ہے، نتیجہ یہ نکل رہا ہے کہ شاید آپ محسوس نہیں کر پائے، اگر آپ نے طاقت کے زریعے یہ مسائل حل کرنے ہیں یا آپ کا خیال یہ ہے کہ طاقت کے ذریعے سے ہی یہ مسائل حل ہو جائیں گے تو یہ غلط فہمی ہے۔ فرض کر لیجئے اگر آپ کے بچے درست نہ بھی ہوں تو پھر آپ اپنے بچوں کو قتل نہیں کرتے، آپ ان کو مارتے نہیں ہیں، اس کا طریقہ کار یہ نہیں ہوتا، اس کا کوئی ایسا mechanism صوبہ بلوچستان میں draw کرنا پڑے گا جس سے مسائل حل ہوں۔ آپ کا ہر آنے والا دن صوبہ بلوچستان میں خراب ہو رہا ہے، ہر آنے والے دن آپ کی عوام کی حمایت ان لوگوں کو مل رہی ہے جو آپ کے ساتھ نہیں ہیں۔ اس بات کو ریکارڈ پر رکھیئے اگر آپ اس پر ایک پورا دن بلوچستان کو دے دیں، تو اس پر بہت سی ایسی چیزیں آپ کے ریکارڈ پر آ سکتی ہیں، اس سے بہت سے لوگ شاید عقل سیکھ جائیں جس کی امید کم ہے اس لیے میں شاید کہہ رہا ہوں۔ بلوچستان میں حالات بہت زیادہ خراب ہو چکے ہیں، آپ رات تو چھوڑ دیجئے، دن میں بھی travel کرتے ہوئے آپ کو مسائل ہوتے ہیں اور آپ کے ژوب والے سیکشن سے کوئی بلوچستان نہیں جا سکتا، ڈیرہ اسمٰعیل خان والے راستے سے اور اسی طرح سے لورہ لائی والے راستے میں بھی مسائل آ رہے ہیں، تو تین یا چار راستوں میں سے دو راستے تقریباً آپ کو بند ملتے ہیں یا لوگ اپنے بچوں کے ساتھ نہیں جا سکتے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ٹھیک ہے آپ کا سوال ہو گیا۔ جی وزیر صاحب۔

Senator Azam Nazeer Tarar

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: سینیٹر صاحب نے توجہ مبذول کروائی ہے۔ جس مسئلے کی طرف انہوں نے اشارہ کیا یہ کئی دہائیوں پر مشتمل ہے اور اس کے کئی سرے جڑے ہوئے ہیں۔ جس دہشت گردی کا مقابلہ پاکستانی قوم نے، Pakistani forces کے ساتھ مل کر کیا، اور جو بیرونی

مداخلتیں بھی ہوئیں، اس ملک میں وہ بھی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہیں اور وہ on record ہیں۔ اس سلسلے میں سینیٹر کامران مرتضٰی صاحب خود میرے ساتھ involve رہے ہیں، ایک Cabinet Committee تشکیل دی گئی تھی جس میں ہم نے سینیٹر کامران مرتضٰی صاحب کو co-opt کر رکھا تھا۔ ہم نے خود بلوچستان، کراچی اور پشاور میں جا کر meetings کیں اور اس مسئلے کے حل کی طرف بڑھنے کی کوشش کی، کافی سارا فاصلہ طے ہو چکا تھا پھر کچھ کام care-takers کے وقت پر ہوا ہے، دوبارہ جب ہمیں حکومت کا موقع ملا تو ہم نے اس policy کو وضع کر کے اس کو کابینہ کے level پر adopt کیا اور اس پر اب کام شروع ہو گیا ہے، جس میں missing persons کے کمیشن کو re-constitute کر دیا گیا ہے۔

ایک محنتی اور کام کرنے والے سپریم کورٹ کے retired judge, having unblemished record ان کو یہ ذمہ داری سونپی گئی ہے اس کے ساتھ صوبائی ممبران میں بھی ردوبدل کیا گیا ہے، جو relief package ہے support package ہم اسے کہیں گے کہ ایسے cases جو کہ old cases ہیں اور حل نہیں ہو پائے ان کی families کے لیے not as a compensation for the closure of the case لیکن ان کی compensation کے لیے جو وہ پچاس لاکھ کا ایک support package ہے اور کچھ legislative changes کر کے ان کو جو سہولیات ہیں، NADRA registration and property transfer related وہ بھی provide کی گئیں۔

جہاں تک آپ نے بات کی کہ بلوچستان میں بالخصوص جو آج کل ہوا، آپ نے خود ہی اس کا جواب دیا کہ صوبائی حکومت is responsible for law & order اور جب federal forces کو بھی بلایا جاتا ہے Article-245 کے تحت اور ضابطہ فوجداری کی متعلقہ دفعات کے تحت تو وہ بھی صوبائی حکومت ہی اپنے صوبے میں federal forces کو بلاتی ہے، وفاقی حکومت اس طرح سے نہیں بھیج سکتی، یہ کہنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں اس کا جواب نہیں دینا چاہتا یا وفاقی حکومت اس کی ذمہ داری نہیں لینا چاہتی۔ لیکن میں حقائق آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں کہ ہماری جو Constitutional dispensation ہے اس میں صوبوں نے کیا کرنا ہے اور وفاق نے کیا کرنا ہے وہ طے شدہ ہے اور اس سبز کتاب کے حوالے سے ہم پابند ہیں کہ ہم اس کی اطاعت کریں، ہمیں اس کی allegiance میں کام کرنا ہوتا ہے۔ جب آپ کی Armed forces in aid of civil administration کام کر رہی ہوتی ہیں تو وہ بھی صوبائی حکومت ہی اسے time to time extension بھی دیتی ہے اور certain directions جو کہ قانون میں درج ہیں۔

اس کا آپ کو میرے سے زیادہ پتا ہے کہ ضابطہ فوج داری میں ایک پورا طریقہ کار درج ہے۔ آپ نے کہا کہ یہ phenomena بڑھا ہے۔ میں یہاں بیٹھ کر اس کے بارے میں زیادہ تبصرہ نہیں کر سکتا لیکن میں Minister for Interior تک آپ کا concern پہنچتا ہوں۔ وزیر اعلیٰ بلوچستان سن رہے ہوں گے یہ House of Federation ہے وہ خود اس کا حصہ تھے۔ آپ کے وہ قریبی دوست ہیں۔ آپ ہر وقت ان سے رابطے میں رہتے ہیں۔ میں ان سے یہ استدعا کروں گا کہ وہ آپ سے رابطہ کرکے کچھ اگر specific, نہیں میں تو ہوں ہی ہوں، اچھا ان کے والد بھی آپ کے دوست ہیں۔ میں یہ معاملہ ان کے گوش گزار کرتا ہوں لیکن جہاں تک میں نے عرض کیا کہ اس مسئلے کے حل کے لیے یا اس کے لیے ایک policy decision کا تعلق ہے، ایک policy adopt کی گئی ہے۔ اس کے باوجود وزیر اعظم صاحب نے کابینہ اجلاس میں پھر ایک کمیٹی قائم کی ہے تاکہ یہ مسئلہ جو ہے ان کی نظروں سے اوجل نہ ہو۔

اس میں مجھے اور جناب خواجہ آصف صاحب، وزیر برائے دفاع کو دیگر کابینہ ممبران کے ساتھ نامزد کیا ہے۔ ہم نے اس پر پچھلے ہفتے بھی meeting کی ہے، کچھ details ہیں جو ہم نے مانگی ہیں۔ یقین مانیے کہ یہ معاملہ وزیر اعظم صاحب اور کابینہ کے اور ہم سب کے لیے ایک بہت بڑا چیلنج ہے۔ ان شاء اللہ عزیز جو لیگل فریم ورک کے اندر رہتے ہوئے بن پایا اس کو ضرور کیا جائے گا، as far as the federal government's stand point or the view point on the subject is concerned, we firmly believe that the State of Pakistan is to be run under the Constitutional dispensation آئین اور قانون کے تابع جو طریقے کار ہیں اگر کسی شخص کے بارے میں کوئی قابل دست اندازی جرم کے ہونے کا allegation ہے یا کسی کی detention under the Constitutional scheme درکار ہے جسے ہم preventive detention کہتے ہیں تو صرف آئینی اور قانونی طریقے سے ہونی چاہیے، یہی ہمارا view point ہے۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، سینیٹر ایمل ولی خان صاحب۔

Senator Aimal Wali Khan

سینیٹر ایمل ولی خان: شروع اللہ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ جناب! میں آپ کا مشکور ہوں، اللہ آپ کو عزت دے۔ اللہ آپ کو اور اونچائیاں دکھائے جو آپ ہمارا اتنا خیال رکھ لیتے ہیں ورنہ ہمیں موقع کم دیا جاتا ہے۔ یہ تو چار پانچ کرسیاں ہیں سینیٹ انہی کے لیے ہے، لیکن میں اتنی بات کرلوں کہ کل جو بات تھی اگر انہی کی طرف سے سنجیدہ تھی تو کل بیٹھ کر آرام سے بات کر لیتے۔ کل جو بے ہودگی ہو رہی تھی، اُو آہ کی آوازیں آ رہی تھیں پتا نہیں کیا کیا ہو رہا تھا، ایسے نرسری، کے جی کے بچے لگ رہے تھے، آرام سے بیٹھ کر کل اس پر بات کر لیتے۔ آپ کے ایک سینیٹر

کے پروڈکشن آرڈر کی بات ہے تو آپ آرام سے بیٹھ کر بات کرو۔ آپ نہیں چاہتے کہ اس پر بات ہو اس لیے آپ اُوآہ کرنا شروع کر دیتے ہیں، سینیٹ کا مذاق بن گیا، کل نکل گئے آج بیٹھ کر کہہ رہے ہیں کہ ہمیں کل والے issue پر بات کرنے دیں۔ یہ ہے ہی اس لیے ہے کہ آپ آرام سے بیٹھیں خیر ہے اگر اُوآہ کرنا ہے تو باہر اُوآہ کرتے رہیں، لوگ بھی خوش ہوں گے آپ بھی خوش ہوں گے، سینیٹ میں تھوڑا آرام سے بیٹھ کر کل آپ dialogue کر لیتے تو بہت اچھا ہوتا۔ ہم نے کل بھی request کی تھی۔ جناب ! پاکستان کے مسائل ہیں، یہاں آپ اُو اُو میں پڑ گئے ہیں، رہا کرو، نہیں رہا کرو۔۔

(جاری۔۔T10)

T10-15Jan2025 Tariq/Ed: Khalid. 01:10 pm

سینیٹر ایمل ولی خان: جناب پاکستان کے مسائل ہیں، یہاں آپ اواو میں پڑ گئے ہیں، رہا کرو، نہیں رہا کرو، مذاکرات کرو، یہ جو مذاق ہو رہا ہے، مذاکرات تو نہیں ہیں، جس بارے میں بار بار میں کہہ رہا ہوں۔

جناب چیئر مین ! پختونخوا بارود کا ڈھیر بنا ہوا ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ پختونخوا کو جان بوجھ کا ایک مرتبہ پھر بارود کا ڈھیر بنایا ہوا ہے۔ پرسوں پشاور میں ایک security meeting ہوتی ہے جس میں ہم سب موجود ہوتے ہیں لیکن جناب پختونوں کا مسئلہ نیا نہیں ہے اگر ہم اس کے پس منظر میں دیکھیں تو ایک تو یہ پچاس سال پرانا مسئلہ ہے اور دوسرا ہماری اپنی ریاست کا ہمارے لیے بنایا ہوا مسئلہ ہے۔ ہسٹری سخت ہوتی ہے، ضیاء الحق صاحب کو کیا ضرورت پڑی تھی کہ وہ امریکہ کے petro dollars کے بدلے پختون سرزمین کا سودے کرے۔

جناب ڈپٹی چیئر مین: بس آپ نے ایک خیال رکھنا ہے کہ اپنی بات دس منٹوں میں مکمل کر لیں، تین منٹ گزر چکے ہیں۔

سینیٹر ایمل ولی خان: ابھی میری باری پر یہ گھڑی چلنا شروع ہوئی ہے باقی دوستوں کے وقت یہ بند تھی۔ چلیں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ آپ چاہتے ہیں کہ میں جلدی جلدی بات کروں۔ جناب چیئر مین ! ہم نے افغانوں کو welcome کیا، انہیں ہار پہنائے، ان کے لیے اپنے دروازے کھولے کہ آؤ، ہم نے تب بھی اس کی مخالفت کی۔ انہی افغانوں کے نام پر ہم نے training camps بنائے، وہاں ہم نے مجاہدین کو train کیا، کرنل امام کی کتاب ہمارے سامنے پڑی ہے۔ ہم نے strategic depth بنالیا اور ہم نے خون خوار فورس بنائی، وہ خون خوار فورس cold war میں ، افغانستان کی تباہی میں اور امریکہ کے لیے استعمال ہوئی اور جناب جو باقی تاریخ ہے وہ ہم سب کے سامنے ہے۔ روس بھی اور امریکہ بھی واپس جاتا ہے، افغانستان میں ایک regime ملتی ہے لیکن جیسے ہی Geneva Act ہوتا ہے، جس کے بدلے امریکہ اور روس یہاں سے جاتے ہیں تو یہاں طالبان کی آپس کی لڑائیاں شروع ہو جاتی ہیں اور پاکستان ایک مرتبہ پھر طالبان کے ایک گروپ کو support کرتے ہیں جن کو

اس وقت قندھار کے طالبان کہا جاتا تھا۔ ہم نے انہیں support کیا اور ان کے ذریعے افغانستان میں حاکم وقت کو چوک میں لٹکا کر افغانستان کو اپنا پانچواں صوبہ بنالیا۔

جناب چیئرمین! 1988 سے لے کر 9/11 تک، بدقسمتی سے پاکستان امریکہ کے petro dollars کے ذریعے *Tallibanization* کو promote کرتا رہا۔ پختون قوم کی بدقسمتی دیکھیں جو بھی جرنل آیا، جو بھی سیاسی لیڈر آیا، پختونوں کے لیے پالیسی ایک رہی۔ معذرت کے ساتھ 1988میں، 1990 میں، 1993 میں، 1997 میں میاں محمد نواز شریف صاحب باقاعدہ *Tallibanization* اور طالبان کو promote کرتے رہے۔ ہمیں ابھی بھی یاد ہے کہ اس وقت کی پیپلز پارٹی کے دور میں بابر صاحب وزیر داخلہ تھے اور on record بابر صاحب نے کہا کہ یہ ہمارے بچے ہیں۔ کون ان کے بچے ہیں جو پختونوں کا خون چوس رہے ہیں۔ مشرف صاحب آئے، انہوں نے ان petro dollars میں اضافہ کرایا اور امریکہ کے ذریعے مزید ڈالرز لے کر یہاں طالبان کو اور زیادہ promote کیا۔

جناب چیئرمین! 9/11 ہوتا ہے جس میں امریکہ افغانستان پر حملہ کرتا ہے، ہم کیا کرتے ہیں، ہم اپنے دروازے کھول دیتے ہیں، کن کے لیے، ان طالبان کے لیے، یہ on record ہے۔ ملا منصور جو ملا عمر کے بعد دوسرے نمبر پر تھا، وہ پاکستانی passport holder تھا۔ الحمدللہ آپ بلوچستان سے موجود ہیں، ملا ہیبت اللہ کو کچلاک لا کر یہاں سے طالبان کا لیڈر بنا دیا۔ حقانی network کو ہم وزیرستان لائے اور انہیں وہاں settle کیا۔ باقاعدہ ملا فضل اللہ کو سوات میں FM Channel ملتا ہے جس سے وہ اپنی تشریح کرتا ہے اور بیت اللہ مسعود 2007 میں TTP کا اعلان کرتا ہے اور وہ ان سب کو اکٹھا کرتا ہے۔ اس وقت ڈماڈولا کا واقعہ پیش آتا ہے، جو ڈماڈولا کا واقعہ پیش آتا ہے تو امریکہ سے پہلا drone strike ہوتا ہے تو اس کے بعد ہماری بھی اور طالبان کی پالیسی بھی بدلتی ہے۔ اس سے پہلے ہم allies تھے لیکن ڈماڈولا incident کے بعد طالبان پاکستان پر حملہ آور ہوتے ہیں اور پھر ہم یہاں پہلا آپریشن کرتے ہیں جو لال مسجد آپریشن تھا جو ہم سب کے سامنے ہے۔

اس وقت عوامی نیشنل پارٹی کی حکومت آتی ہے، وفاق میں پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت آتی ہے اور تاریخ کے بدترین پانچ سال، جسے میں یوں کہوں گا کہ اس وقت ہم جنگی حالت میں تھے۔ عوامی نیشنل پارٹی front foot پر قوم اور اپنے لوگوں کا مقدمہ لڑتی رہی۔ ہم نے دھرتی کے لیے ہزاروں جانوں کی قربانیاں دیں۔ بڑی مشکل سے 2008 تک اتنا کام ہوا تھا، قوم پر اتنا کام ہوا تھا کہ ساری قوم طالبان کے پاس کھڑی

تھی، آج بھی میں یہ کہتا ہوں، sorry to say کہ ہر ادارہ pro-talib سے بھرا ہوا ہے۔ دفاعی ادارے میں طالبان کے حامی ہیں، سیاست دانوں میں ان کے حامی ہیں، آپ نے پچاس سالوں میں طالبان آئیزیشن پر اتنا کام کر لیا ہے۔ 2013 میں جب ایک ماحول بنتا ہے اور قوم طالبان اور دہشت گردوں کے خلاف کھڑی ہوتی ہے تو یہ ریاست کیا کرتی ہے کہ یہ طالبان کی مرضی کی حکومتیں لے کر آتی ہے۔ یہ on record ہے۔ بیت اللہ محسود، اس کا بیٹا یا اس کا باپ وزیرستان سے اعلان کرتا ہے کہ مجھے پاکستان مسلم لیگ (ن)، جماعت اسلامی اور پاکستان تحریک انصاف قابل قبول ہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ 2013 میں وفاق میں پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت آتی ہے اور صوبے میں PTI اور جماعت اسلامی کی حکومت آتی ہے اور پھر PTI کھلم کھلا طالبان کی support کا اعلان کرتی ہے۔ ان کے لیے دفاتر کی demand کرتی ہے، انہیں main stream میں لانے کے لیے بات کرتی ہے بلکہ انہیں کھلم کھلا support دیتی ہے اور جب عمران خان کی وفاق میں حکومت آتی ہے اور یہ وزیراعظم بنتے ہیں تو پھر ان طالبان کو کھلی support دی جاتی ہے۔ جناب میں صرف دو منٹ لوں گا، اس سے زیادہ نہیں لوں گا، میری بہت سنجیدہ بات ہے۔

جناب اس کے بعد ان کی حکومت میں یہ فیصلہ ہوتا ہے اور ہم یہ بھی نظر میں رکھتے ہیں کہ APS کا سانحہ ہوتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان میں بڑے سانحے ہوئے ہیں لیکن APS جیسا سانحہ نہیں ہوا اور اللہ نہ کرے کہ دوبارہ کبھی ایسا ہو۔ ہم سب کے بچے ہیں اور انہیں ہم سکول پڑھنے کے لیے بھیجتے ہیں۔ APS کے سانحے کے بعد سب اکٹھے ہوتے ہیں، پاکستان مسلم لیگ (ن) کی وفاق میں حکومت آتی ہے، تحریک انصاف کی صوبائی حکومت، پاکستان پیپلز پارٹی، JUI، جماعت اسلامی اور ANP تمام جماعتیں اور ساتھ میں دفاعی ادرے بیٹھ کر اس ملک کو National Action Plan دیتے ہیں۔ جیسے ہی National Action Plan دیتے ہیں آنے والا regime اس کی ریاستی طور پر مخالفت کرتا ہے۔ National Action Plan میں بالکل کھلا لکھا ہے کہ سہولت کار کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے اور سخت سے سخت کارروائی ہونی چاہیے۔ (جاری---T-11)

T11-15JAN2025 Mariam Arshad/Ed:Waqas 01:20 p.m.

سینیٹر ایمل ولی خان: National action plan میں بلکل کھلا لکھا ہے کہ سہولت کار کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے اور سخت سے سخت کارروائی ہونی چاہیے۔ ادھر ایک بیچارہ پختون جس کو یہ معلوم بھی نہیں کہ میرے گھر میں رات گزارنے والا جو بندہ تھا وہ طالب تھا، وہ دہشتگرد تھا۔ وہ ادھر آ کر رات گزار کر جب نکل جاتا ہے تو ریاست جو اس کا حشر نشر کرتی ہے اللہ معافی دے۔ لیکن دوسری طرف ایک جنرل بیٹھ کر اس کا DG ISI بیٹھ کر صدر مملکت وزیراعظم بیٹھ کر، وزیراعلیٰ پختونخوا اور اس کی کابینہ بیٹھ کر اسی دہشتگری کی سہولت کاری کرتے ہیں۔

چالیس ہزار دہشتگردوں کو واپس لا کر پختون خواہ میں settle کرتے ہیں، 102 دہشتگرد جو high target terrorist تھے جن کو پکڑنے کے لیے باقاعدہ معلوم نہیں کتنے operations ہوئے ہوں گے اور کتنے اربوں روپے لگے ہوں گے۔ ان کو رہا کر دیا جاتا ہے، ان کو چھوڑ دیا جاتا ہے اور آج بد قسمتی سے پختونخواہ کے جو حالات ہیں وہ ہمارے اور آپ کے سامنے ہیں۔ کرم میں آگ لگتی ہے لیکن ادھر دہشتگردوں کی حامی حکومت ان کو کرم یا پختونوں کی آگ کی پرواہ نہیں ہے بلکہ ان کو قیدی نمبر 804 کو نکالنے کی پرواہ ہے۔ میں ایک منٹ لوں گا کیونکہ ان کے اوپر بات آ رہی ہے تو وقت کی فکر ہو گئی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ نے commitment کی تھی، باقی ممبران نے بھی تو بات کرنی ہے۔

سینیٹر ایمل ولی خان: بدقسمتی سے، پختون کے لیے پختونخوا کے لیے جو بھی ہو نواز شریف صاحب ہوں، شہباز شریف صاحب کی statement record پڑی ہے جب یہ وزیر اعلیٰ پنجاب تھے کہ طالبان پنجاب نا آئیں باقی خیر ہے جو کرنا ہے کر لیں۔ جناب! میں پختون cause لڑ رہا ہوں، یہ میرا بھی مسئلہ ہے، یہ ذیشان خانزادہ کا بھی مسئلہ ہے۔ جب مردان میں آگ لگے گی تو وہ یہ نہیں دیکھے گی کہ ذیشان خانزادہ عمران خان کا سپاہی ہے تو یہ آگ اس سے دور رہے گی۔ جب آگ لگے گی سوات میں تو وہ یہ نہیں دیکھے گی کہ یہ بندہ مسلمان نہیں ہے تو اس کو آگ سے دور رکھو۔ اس آگ میں آپ اور ہم سب ساتھ جلیں گے۔ میں بدقسمتی سے یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جو major cause ہے اس میں جو بھی ہو ہمارے لیے ایک نظریہ رکھتے ہیں۔ جناب ڈپٹی چیئرمین! آپ اپنی کرسی کے اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے میری تین recommendations ہیں۔

ایک جب علی الاعلان یہ بول دیا جاتا ہے کہ ہم سے غلطیاں ہوئی ہیں تو یہ کافی نہیں ہے، آپ کی وہ غلطیاں ہماری قوم کو لے ڈوبی ہیں۔ آپ کی وہ غلطیاں ہماری قوم کو معذور کر گئی ہیں۔ لہٰذا ایک truth and reconciliation ہونا چاہیے کہ کم از کم تاریخ میں جو جو غلطیاں ہوئی ہیں ان کو ہم مان لیں کہ ہاں یہ غلطیاں ہم سے ہوئی ہیں اور اس کے ساتھ یہ بھی کہہ دیں کہ یہ دوبارہ نہیں کریں گے۔ ہماری کیا قسمت ہے ایک جنرل آتا ہے طالبانوں کو بناتا ہے دوسرا جنرل آتا ہے اور ان کو ختم کر دیتا ہے۔ پھر باجوہ آتا ہے ان کو بناتا ہے، حافظ صاحب آتے ہیں اور ان کو ختم کر دیتے ہیں۔ ایک آخری بات، میں یہ گزارش کروں گا کہ دہشتگردی میں جو پختونوں کا نقصان ہوا ہے اس کے ازالہ کے لیے کوئی راستہ بنایا جائے۔ 25^{th} Constitutional Amendment جب آپ لوگوں نے جشن سے کامیاب کی تھی اور پھر آپ ان سات اضلاع کو بھول

گئے۔ ان کی rehabilitation بہت ضروری ہے اور اب پاکستان کے ہر بندے کو ضرورت ہے کہ یہ نظریاتی طور پر دہشتگردی کے خلاف ہو جائیں اور میں یہ front role پر آ کر کہتا ہوں کہ پورے پاکستان کو دہشتگردی کے خلاف ایک بیانیہ بنانا چاہیے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سابق سینیٹر میاں عتیق صاحب gallery میں موجود ہیں۔ ان کو ہم خوش آمدید کہتے ہیں۔ اس سے پہلے کہ باقی دوستوں کو وقت دیا جائے ڈاکٹر علی صاحب کا توجہ دلاؤ notice ہے اگر پہلے لے لیا جائے۔ Order No.6. Senator Sarmad Ali please, move Order No.6. منسٹر صاحب نہیں ہیں جب وہ آئیں گے تب اس کو لے لیں گے۔

سینیٹر سرمد علی: منسٹر صاحب نہیں ہیں تو کیا کریں گے کوئی اور جواب دے گا جو میں نے بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جب تک منسٹر صاحب آئیں گے تو اس وقت آپ کا سوال دوبارہ لے لیں گے۔ منسٹر صاحب کی موجودگی میں لے لیں گے۔

سینیٹر سرمد علی: میں ان کی موجودگی میں کر لوں گا۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر جان بلیدی۔ مہمند صاحب آپ نے نہیں کہا تھا کہ جان بلیدی صاحب کو دے دوں؟

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں علی ظفر صاحب پر close کرنا چاہتا ہوں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: آج آپ record نکال لیں کہ اس میں عون عباس صاحب، ذیشان خانزادہ صاحب اتنے لوگ ہیں اس طرح نہ کریں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جان بلیدی صاحب۔

سینیٹر جان محمد: بہت شکریہ۔ میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: بلیدی صاحب آپ نے تین منٹ سے زیادہ نہیں بولنا۔

Senator Jan Muhammad

سینیٹر جان محمد: جناب ڈپٹی چیئرمین! میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں، آپ کا مشکور ہوں جو باتیں سینیٹر کامران مرتضیٰ صاحب نے کیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت بلوچستان کی صورتحال کے حوالے سے انہوں نے جو بات کی وہ بنیادی بات ہے۔اس وقت بلوچستان کی تمام شاہراہیں بند پڑی ہوئی ہیں، وجہ ایک ہے کہ بچے اٹھائے گئے ہیں، لاپتہ کیے گئے ہیں اور ان کا کہیں بھی کوئی کیس نہیں ہے۔ان کو نہ تو کسی عدالت میں پیش کیا جارہا ہے، نہ ان کے والدین کو بتایا جارہا ہے کہ وہ کہاں ہیں اور ان کو کس جرم میں پکڑا گیا ہے۔اس کی وجہ سے پورا بلوچستان اور اس کی شاہراہیں بند ہیں جس کی وجہ سے عام لوگوں کو ہزاروں کی تعداد میں سردی میں سوراب میں لوگ پڑے ہیں، خضدار میں پڑے ہیں، بیلہ میں پڑے ہیں لیکن راستے بند ہیں۔حکومت کی ان معاملات پر بلکل توجہ نہیں ہے۔آپ حیران ہوں گے گوادر میں گزشتہ تیس دن سے all parties یعنی تمام سیاسی .parties یہ بات جب ہوتی ہے تو ہم اس کو دہشتگردی کی طرف لے جاتے ہیں۔ All parties جس میں تمام political parties ہیں جس کا convener National Party کا ہے تیس دن سے ان کے تین مطالبات ہیں کہ غیر قانونی fishing اس کو بند کیا جائے، بارڈر کا جو کاروبار ہے اس کو بند کیا جائے اور جو غیر قانونی check posts ہیں ان کو ختم کیا جائے۔ لیکن یہ بات کوئی سننے کو تیار نہیں ہے بجائے کہ ان کے ساتھ بات چیت کی جائے انہوں نے جا کر convener کے گھر کو پولیس نے مسمار کر دیا۔ پولیس کی غنڈہ گردی یہاں تک پہنچی کہ ان معاملات کو حل کرنے کی بجائے سیاسی leadership کو pressurize کرنے کے لیے اس کے گھر کو مسمار کیا گیا۔ لیکن اس کے باوجود آج تک وہ بیٹھ کر وہاں احتجاج کر رہے ہیں لیکن کوئی سننے کو تیار نہیں ہے۔آپ حیران ہوں گے کہ بلوچستان میں جو political space ہے وہ روز بہ روز ختم ہوتی جارہی ہے۔ہم جو missing persons کی بات کرتے ہیں، ہم ناانصافیوں کی بات کرتے ہیں۔اس کی بنیادی وجہ یہ ہے۔

(جاری---T12)

T12-15Jan2025   Naeem Bhatti/ED: Khalid   1:30 pm

سینیٹر جان محمد: (جاری----) اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ بلوچستان میں جو political space تھی، اسے ختم کیا جا رہا ہے۔ گزشتہ دنوں 10, 15 polling stations پر انتخابات ہوئے، آپ حیران ہوں گے کہ جمعیت کی پوری leadership موجود تھی، ان 10, 15 polling stations کا نتیجہ دن دیہاڑے تبدیل کر دیا گیا۔اس طرح کی صورت حال میں ہم سمجھتے ہیں کہ جہاں آپ space نہیں دیں گے، جہاں آپ بات چیت نہیں کریں گے، جہاں آپ مذاکرات نہیں کریں گے، جہاں لوگوں کی بات نہیں سنیں گے تو معاملات روز بروز بگڑتے جائیں گے۔ ہم اس ایوان میں جو بات کرتے ہیں، ہم سمجھتے ہیں کہ اس کا بہت تقدس ہے لیکن کبھی کبھار ہمیں بھی لگتا ہے کہ ہمارے

حکمرانوں کے پاس اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔آپ اس بات سے اس کی اہمیت کا اندازہ لگائیں کہ گزشتہ دنوں وزیراعظم صاحب نے خواتین کی تعلیم پر ایک کانفرنس میں تقریر کی جس میں انہوں نے کہا کہ اڑھائی کروڑ بچے سکولوں سے غائب۔ بڑی اچھی بات ہے کہ آپ نے یہ بات تسلیم کی لیکن آیا آپ یہ باتیں سینیٹ میں آکر نہیں کر سکتے، سینیٹ قومی اسمبلی سے کتنا دور ہے، اس کا قومی اسمبلی سے کتنا فاصلہ ہے؟ یہاں سے Prime Minister House کا فاصلہ ایک کلومیٹر بھی نہیں ہے، ایک سال ہو گیا ہے، وزیراعظم یہاں نہیں آسکے ہیں۔ یہ باتیں وہاں کرنے کی بجائے اس اجلاس میں کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ اس مسئلے کا حل یہاں ہونا ہے۔

پی ٹی آئی کے ساتھ مذاکرات، زبردست، ہم سمجھتے ہیں کہ یہ پہلے کرنے چاہیے تھے۔ سیاسی معاملات کو سیاسی بنیادوں پر حل کرنے کی ضرورت ہے۔ سنجیدہ کوشش کرنے کی ضرورت ہے، ہم سمجھتے ہیں کہ بلوچستان میں operation سے مسئلہ حل نہیں ہوگا وہاں بھی مذاکرات سے ہوگا۔ پاکستان کے تمام مسائل، سیاسی مسائل، قومی مسائل، لوگوں کے مسائل، وہ تمام مذاکرات سے ہی حل ہوتے ہیں اور یہی روش ہماری سیاسی قیادت کو اپنانی ہوگی اور ان اداروں کو اہمیت دینا ہوگی۔ جب ہم سمجھتے ہیں کہ ان اداروں کی اہمیت ہے تو وہ یہاں آکر یہی چیزیں کریں education میں کیا ہے، ملک میں کیا ہو رہا ہے، یہ تمام چیزیں ہم سنتے ہیں کہ ہماری leadership کراچی میں جا کر کرتی ہے، کسی اور ملک میں جا کر کرتی ہے لیکن ان اداروں میں جہاں کرنے کی ضرورت ہے، جہاں بحث ہونے کی ضرورت ہے جہاں فیصلہ ہونے کی ضرورت ہے وہاں پر بات نہیں کرتے۔آپ کا شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر علی ظفر صاحب۔

Senator Syed Ali Zafar

سینیٹر سید علی ظفر: جناب چیئرمین! آج میں صرف ایک سینیٹر کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک گواہ کی حیثیت سے پیش ہو رہا ہوں یا ادھر کھڑا ہوں جو گواہ ہے کہ انصاف کو دفن کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ جناب والا! کل دوسری طرف سے Law Minister صاحب نے Al-Qadir case کے بارے میں فرمایا، عمران خان صاحب کے خلاف وہ case judgment کے لیے pending ہے۔انہوں نے کہا کہ یہ ایک open and shut case ہے اور open and shut case کی آواز حکومت کے مختلف ministers کی طرف سے بار بار گونج رہی ہے۔ میں ان کو کہنا چاہوں گا کہ جو چیز open ہے وہ ان کی imagination ہے، ان کا خیال ہے اور جو کچھ بند ہے وہ ان کی قانون کی سمجھ اور انصاف کا احساس بند ہے، Open and close is their imagination and what is close is their sense of justice. آپ سب سے پہلے عمران خان صاحب کے خلاف توشہ خانہ case کی بات کرتے ہیں۔ توشہ خانہ case جس کو توشہ

خانہ case-I کہا جاتا ہے اس پر بھی حکومت کہتی تھی کہ یہ open and shut case ہے۔ Law minister صاحب بھی اور باقی جو ان کے اراکین ہیں، leaders ہیں نے کہا کہ یہ بہت بڑا case ہے، کم پیسے دے کر تین سو، چار سو راب روپے کی jewelry خریدی گئی، open and shut case ہے۔ اس کو ثابت کرنے کے لیے کہ یہ اربوں، کھربوں روے کی jewelry تھی، حکومت نے اس open and shut case میں کس کو پیش کیا؟ ایک salesman کو جو FA pass بھی نہیں تھا دو مرتبہ B.Com میں فیل ہو گیا اور وہ salesman کس چیز کا تھا، tyres کا، وہ tyres بیچتا تھا، وہ tyre بیچنے والا جو کہ Indian کی دکان میں کام کرتا تھا، اس نے آ کر ایک رقعہ پیش کر دیا کہ میری نظر میں یہ اربوں کھربوں روپے کی jewelry ہے اور اس کے اوپر انہوں نے یہ open and shut case بنایا۔ جس دن Minister Sahib نے open and shut case کہا، وہ بھاگے بھاگے lower court گئے اور open and shut case میں سزا بھی سنادی۔ جب میں High Court میں پیش ہوا تو یہ case پہلے دن ہی open ہوا اور اسی دن ہی shut ہو گیا۔ عدالت نے پہلے دن، پہلی ساعت میں یہ کہا کہ جناب اس case میں آپ ایک ایسے salesman کو لے کر آئے ہیں جسے jewelry کا پتا ہی نہیں ہے، جو tyre بیچتا ہے، اس سے آپ نے یہ کیس بنایا ہے تو آپ کا جو sentence ہے اور conviction ہے اس open and shut case کی میں ختم کرتا ہوں، یہ تھا توشہ خانہ case.

دوسرا case یہی کہتے ہوئے بنایا کہ یہ بہت بڑا case ہے، بہت بڑا جرم ہوا کہ عمران خان صاحب نے cypher کے بارے میں بات کر دی، جس کو cypher case کہتے ہیں۔ اس پر بھی بار بار ہر television پر، ہر media house پر، ہر اخبار میں، Senate کے floor پر، National Assembly کے floor پر سب نے کہا کہ open and shut case. یہ open and shut case جب عدالت میں آیا تو عدالت نے کہا کہ یہ تو جرم ہی نہیں بنتا، یہ open and shut case, shut کر دیا یہ کہہ کر کہ یہ جرم ہی نہیں بنتا۔ جناب والا! جھوٹ اونچی اونچی آواز میں بول کر، تقاریر کر کے وہ سچ نہیں بن جاتا۔ Al-Qadir case کا پوری قوم کو پتا ہے کہ حقائق کیا ہیں جو ابھی میں آپ کو simply بتاؤں گا کہ open and shut case کیا ہے۔

آج میں اپنے دوستوں کو کہوں گا کہ تاریخ سے سیکھیں۔ جب آپ انصاف کے ہتھیاروں کو، انصاف کے اداروں کو، جبر کے ہتھیاروں میں تبدیل کر دیتے ہیں تو حکومتیں لرز جاتی ہیں، حکومتیں گر جاتی ہیں۔ جب انصاف طاقتوروں کے ہاتھوں میں ایک pawn بن جاتا ہے تو پھر حکومتیں گرانے والی تحریکیں جنم لیتی ہیں۔ یہ سیکھیں کہ آج عدالتوں کو انہوں نے میدان جنگ بنا لیا ہے، یہ حقیقت ہے کہ عدالتوں کے ذریعے

عمران خان صاحب کو اندر رکھنا چاہتے ہیں، cases کے ذریعے سیاست کرنا چاہتے ہیں۔ Rule of Law جس کی ہم بات کرتے ہیں وہ کھنڈرات بن چکے ہیں ان کھنڈرات پر کیا یہ اپنی economic policy کی اڑان کرنا چاہتے ہیں؟ اس کو انہوں نے اُڑن کھٹولا یا جو بھی نام دیا ہے، یہ جو بھی نام دے دیں، اس قسم کی ناانصافی پر کوئی قوم ترقی نہیں کرتی، یہ سمجھنے کی ضرورت ہے۔ یہ case بناتے ہیں open and shut بار بار open and shut case بناتے ہیں عدالتیں کہتی ہیں open کرو اور shut کر دو۔ (جاری۔۔۔۔۔۔T13)

T13-15Jan2025 Fazal/ED: Waqas 01:40 pm

سینیٹر سید علی ظفر: (جاری۔۔۔) عدالتیں کہتی ہیں open کرو اور shut کر دو۔ جناب چیئرمین! القادر کیس کی بات کرتے ہیں۔ سب سے پہلے میں آپ کو on the record بتاتا ہوں کہ اس سے عمران خان صاحب کو نقصان نہیں پہنچ رہا ہے۔ اس سے PTI کو نقصان نہیں پہنچ رہا ہے۔ اس سے ان بچوں کو نقصان پہنچ رہا ہے جن کو آپ نے پڑھانا تھا۔ جو ہنرمند بچے اور students تھے جنہوں نے آکر Science and Technology، سیرت نبیؐ کے بارے میں پڑھنا تھا اور جنہوں نے Religious Scholars and Scientists بننا تھا۔ اس وقت وہ building بالکل خالی پڑی ہے۔ کیوں؟ کیونکہ حکومت ایک سیاسی انتقام لینا چاہ رہی ہے۔ جناب چیئرمین! اس میں یہ کیا کہتے ہیں جیسا کہ میں نے کل بھی سنا، یہ بار بار کہتے ہیں کہ عمران خان صاحب نے 190 million dollars یا pounds کا نقصان پہنچایا۔ حقیقت کیا ہے اور یہ بہت ضروری انکشاف ہے جو میں اس وقت سینیٹ میں کرنا چاہوں گا۔ اب اس الزام سے open and shut case کیا بنتا ہے۔ چیئرمین صاحب! ان کا case یہ ہے کہ جیسے آپ نے بھی سنا ہو گا کہ London ایک مہنگا ملک ہے اور اس میں ایک بہت ہی مہنگی سڑک ہے۔ اس سڑک یا area کا نام ہے Mayfair اور اس میں ایک Hyde Park نام کی building ہے۔ وہ Hyde Park کی building کس نے خریدی تھی؟ اس شخص کا کیا نام تھا جو record پر آیا ہے؟ میرے پاس NAB کا record اور evidence موجود ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ وہ باتیں کر رہے ہیں جس پر کل Leader of the Opposition بات کر چکے ہیں۔ کوئی نئی بات کریں۔

سینیٹر سید علی ظفر: جناب میں بات مکمل کر رہا ہوں اور جواب دے رہا ہوں اس open and shut case کا۔ حسن نواز صاحب کون ہیں؟ حسن نواز صاحب نواز شریف صاحب کے بیٹے ہیں۔ انہوں نے یہ Mayfair میں 190 million یا جتنے بھی آپ کہہ لیں، روپے،

ڈالر یا پاؤنڈ۔ یہ انہوں نے کس طرح اور کب خریدی تھی؟ یہ انہوں نے تب خریدی تھی جب نواز شریف صاحب وزیر اعظم تھے۔ تو open and shut case یہ بنتا ہے کہ پہلے یہ پوچھا جائے کہ اتنی مہنگی property خریدنے کے لیے پیسے کہاں سے آئے۔ یہ ہے سوال، جناب چیئرمین۔

اب ہم آگے چلتے ہیں۔ یہ القادر کیس کا issue کیا ہے؟ یہ issue بڑا straight forward ہے اور الزام یہ لگایا گیا ہے کہ جو ملک ریاض صاحب کے 190 million pounds England میں پڑے تھے وہ جرم کے پیسے تھے۔ وہ proceeds of crime تھے۔ جو یہ open and shut case کی یہ بات کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ جو 190 million pounds کی property ملک ریاض صاحب نے بیچی اور اس کے پیسے ان کے account میں تھے، وہ جرم کے پیسے تھے۔ تو جناب، چیخ چیخ کر یا media پر کہہ کے کہ جرم کے پیسے تھے، وہ جرم کے پیسے نہیں بن جاتے۔ یہ ثابت کرنے کے لیے کوئی عدالت کا فیصلہ چاہیے کہ کوئی جرم ہوا اور یہ اس جرم کے پیسے تھے۔ آج تک کوئی ثبوت نہیں دیا، نہ NAB کے case میں اور نہ جب ان کے witnesses jail trial میں آئے۔ کسی جگہ پر یہ نہیں کہا گیا یا یہ ثابت نہیں کیا گیا کہ یہ proceeds of crime ہیں، یعنی کہ یہ جرم کے پیسے ہیں۔ اگر یہ جرم کے پیسے نہیں تھے تو NCA جو کہ UK کی ایک organization ہے، انہوں نے جب پیسے freeze کیے تو انہوں نے یہ فیصلہ خود کیا کہ یہ چونکہ proceeds of crime نہیں ہیں تو ان کو release کر دیا جائے۔ یعنی اس پیسے کے ساتھ حکومت کا کوئی تعلق نہیں تھا۔ یہ کہنا کہ یہ proceeds of crime ہے اور یہ open and shut case ہے۔ آج بھی کوئی یہ document دکھا دے جو یہ کہتا ہو کہ یہ proceeds of crime ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ، ظفر صاحب۔ آپ کا وقت پورا ہو گیا۔

سینیٹر سید علی ظفر: جی، میں اس کو ختم کر رہا ہوں۔ یہ بہت بڑی بات ہے۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں اس سے بات کر رہا ہوں۔ وہ مجھے جواب دے گا۔ آپ اس کو بات کرنے دیں۔

سینیٹر سید علی ظفر: جناب چیئرمین! آگے چلتے ہیں۔ ابھی تو صرف 11 minutes گزرے ہیں۔ جناب چیئرمین! میں ابھی ختم کر رہا ہوں۔ جناب چیئرمین! 190 million کے بارے میں کہنا کہ یہ proceeds of crime ہے جبکہ یہ proceeds of crime ہی نہیں ہے تو یہ کیس ہی پورا کا پورا ختم ہو جاتا ہے۔ دوسرا ان کا یہ کہنا ہے کہ یہ پیسا چونکہ freeze تھا اس لیے کابینہ نے فیصلہ کیا کہ اس پیسے کو

defreeze کیا جائے۔ جناب چیئرمین! میرے پاس کابینہ کا یہ فیصلہ پڑا ہے۔ کابینہ نے یہ فیصلہ کبھی نہیں کیا کہ آپ freeze کریں یا defreeze کریں۔ یہ فیصلہ برطانوی حکومت نے کیا تھا۔ ان کی جو organization ہے NCA انہوں نے کہا کہ چونکہ یہ proceeds of crime نہیں ہے تو ہم اس کو defreeze کر دیتے ہیں۔ کابینہ کے فیصلے میں کہیں بھی نہیں لکھا ہے۔ کابینہ کو صرف یہ request کی گئی کہ چونکہ یہ پیسا ہم پاکستان بھیجنا چاہتے ہیں تو اس settlement کو آپ confidential رکھیں۔ یعنی secret رکھیں تو ہم یہ پیسا پاکستان بھیجیں گے۔ کابینہ نے فیصلہ کر لیا کہ ٹھیک ہے آپ اس پیسے کو پاکستان بھیج دیں۔ ہمارا پیسا تو یہ ہے ہی نہیں۔ ہمارے پاس ایک foreign exchange آئے گا۔ تو یہ کونسا جرم ہے؟ جناب چیئرمین! یہ کونسا جرم ہے جو اس کابینہ نے کیا ہے۔ اگر کابینہ نے جرم کیا ہے تو پھر ساری کابینہ کے خلاف آپ case file کرتے۔ ان سب کے خلاف prosecution کرتے۔ آپ نے خالی عمران خان صاحب کو اور ان کی اہلیہ جو کہ کابینہ کا حصہ بھی نہیں تھی ان کو pick کر لیا۔ Open and shut case کہاں ہے؟ یہ open ہوگا تو پھر shut ہوگا بے شک یہ نیچے سے judgment لے آئیں۔

جناب چیئرمین! تیسری بات وہ یہ کرتے ہیں کہ عمران خان صاحب نے اس سے فائدہ اٹھایا ہے۔ جناب چیئرمین! عمران خان صاحب نے کیا فائدہ لیا ہے؟ ملک ریاض صاحب نے القادر ٹرسٹ کو donation دی جو ایک charitable trust ہے not for profitable trust ہے۔ وہ بچوں کو پڑھاتا ہے۔ کیا donation دینا جرم ہے؟ اگر donation دینا جرم ہے تو جتنے ہسپتالوں کو ہم donations دیتے ہیں، جتنی charitable organizations کو donations دیتے ہیں وہ جرم ہے۔ دوسرا ان کا کہنا ہے کہ چونکہ عمران خان صاحب trustee تھے۔ Trust میں ان کا نام ہے۔ اس لیے انہوں نے benefit لیا ہے۔ اب جس طرح میں نے کہا ہے کہ ان کا جو دماغ shut ہے وہ یہ ہے کہ ان کو قانون کا شاید پتا نہیں ہے۔ Trustee کا charitable institution کے assets میں کوئی حق نہیں ہوتا۔

(جاری---T14)

T14-15Jan2025 Rafaqat Waheed/Ed: Khalid 1:50 pm

سینیٹر سید علی ظفر: (جاری) Trustee کا charitable institution کے assets میں کوئی حق نہیں ہوتا۔ اگر ایدھی ٹرسٹ کو آپ پیسہ دیتے ہیں تو ایدھی کے جو trustees ہیں، ان کے پاس کوئی حق نہیں ہے کہ آپ کے donation سے کوئی فائدہ اٹھائیں۔ Charitable institutions کے trustees کا کوئی حق نہیں ہوتا charitable institutions کے اثاثوں پر۔ آپ شوکت

خانم کی مثال لے لیں، اسے جو donations ملتی ہیں، عمران خان صاحب شاید اس کے trustee ہیں لیکن انہیں کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ یہ جو ہم نے ایک اپنا charity کا سسٹم بنایا ہے، میں بڑے فخر سے کہتا تھا کہ پاکستان کے لوگوں کو آپ جتنا بھی بدنام کر لیں لیکن charity کے معاملے میں ہم نمبر ایک ہیں۔ ہر کوئی دینا چاہتا ہے۔ یہ جو charity کا principle ہے اور جو ہم پاکستانیوں کی ایک شناخت ہے، اس کو حکومت ایک open and shut case کہہ کر attack کر رہی ہے۔ لہٰذا، تینوں counts پر یہ ایک open and shut case نہیں ہے لیکن پھر بھی میں نے اپنے چالیس سالوں میں کبھی نہیں دیکھا، میں lawyer ہوں، practice کرتا ہوں، ہمیشہ یہ ہوتا ہے کہ جس کے خلاف کیس ہو، وہ گھبرایا ہوتا ہے۔ اس کو پتا نہیں ہوتا کہ judgment کیا آ رہی ہے، اس کو پتا نہیں ہوتا کہ اس کے خلاف کیا فیصلہ آنے لگا ہے۔ یہاں میں نے پہلی بار دیکھا ہے کہ ایک فیصلہ جس کے اوپر الزام لگایا ہے، اس سے دوڑ رہا ہے۔ تین بار یہ ہو چکا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ علی ظفر صاحب۔

جناب چیئرمین! ابھی بس ایک منٹ اور۔ میں اپنی بات کو conclude کر رہا ہوں۔ لہٰذا فائدہ بھی نہیں ہوا۔ ابھی ہم نے یہ فیصلہ کرنا ہے کہ پاکستان کو کدھر لے کر جانا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: علی ظفر صاحب! میرے پاس کوئی پانچ، چھ requests ہیں اور سب کی کوشش ہے کہ انہیں وقت دیا جائے۔ میمن صاحب کو گلہ ہے کہ مجھے کبھی time نہیں دیا جاتا۔ میں چاہ رہا ہوں کہ سب کو موقع دوں۔

سینیٹر سید علی ظفر: میں ایک منٹ میں اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: تقریر کے بعد کورم کی نشان دہی بھی پھر آپ لوگ کرتے ہو۔

سینیٹر سید علی ظفر: جناب! انصاف اندھا نہیں ہوتا اور بہرہ بھی نہیں ہوتا۔ ہمارا جو اظہار رائے ہے اور جن بے چارے مظلوموں کی خاموشی ہے، انصاف اس کو سن رہا ہے اور انصاف ہوگا۔ آپ دیکھیں گے کہ یہ جو القادر کیس ہے، اس میں بے شک جو بھی فیصلہ آتا ہے، ہم کہتے ہیں کہ جلدی فیصلہ آئے، اس کا انصاف ہم لے کر چھوڑیں گے۔ کہتے ہیں کہ مذاکرات سے NRO لے رہے ہیں، عمران خان صاحب یا PTI کوئی NRO لینا چاہتی ہے، میں بہت واضح طور پر کہتا ہوں کہ چونکہ یہ بالکل open and shut cases ہیں اس لحاظ سے کہ ان cases نے ختم ہونا ہے، open ہونا ہے اور shut ہونا ہے تو میں ان سے یہ کہوں گا کہ ہم cases لڑ رہے ہیں۔ ہم cases سے ہی جیتیں گے۔ جہاں تک مذاکرات کا تعلق ہے، اس کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ عمران خان صاحب نے یہ بالکل نہیں مانا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جی۔ میرے پاس تقریباً 12 لوگوں کی requests آئی ہیں۔ مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ میں کس کو time دے دوں۔ للذا، میں دس منٹ کے لیے اجلاس میں وقفہ کرتا ہوں۔ اس کے بعد آکر پھر ہم بیٹھتے ہیں اور باقاعدہ اس پر بات کرتے ہیں۔ شکریہ۔ صرف دس منٹ کے لیے۔ میرے پاس 12 لوگوں کی لسٹ ہے، میں نے سب کو time دینا ہے مگر اس کے بعد آپ کو نہیں بلکہ بٹ صاحب کو موقع دینا ہے۔ شکریہ۔

(اس موقع پر اجلاس دس منٹ کے لیے ملتوی کیا گیا)

T15-15Jan2025 Abdul Razique/Ed: Waqas Khan 02:10 p.m.

(The House proceedings resumed after the short break with Mr. Deputy Chairman, Senator Syedaal Khan in the Chair)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر سید علی ظفر صاحب نے بات کی۔ ابھی کون، کون سے سینیٹر صاحبان بات کرنا چاہتے ہیں۔ جی سینیٹر عرفان الحق صدیقی۔ وہ موجود نہیں ہیں۔ سینیٹر محمد ہمایوں مہمند صاحب آپ برائے مہربانی تشریف رکھیں۔ سینیٹر صاحب ایک منٹ مجھے دے دیں۔ ابھی آپ کے پارلیمانی لیڈر نے بات کی۔ ان کی باتوں کا جواب تو کسی سے لینے دیں پھر آپ کہتے ہیں کہ حکومت جواب نہیں دیتی ہے۔ چلیں ٹھیک ہے۔ بات کریں۔

<u>Point of Public Importance raised by Senator Muhammad Humayun Mohmand regarding minor destruction of monument of Romanian poet Mihai Eminescu in Islamabad</u>

سینیٹر محمد ہمایوں مہمند: شکریہ، جناب چیئرمین! میں آپ کے اور ایوان کے توسط سے گورنمنٹ کی توجہ ایک point پر دلانا چاہتا ہوں۔ Romania کے شاعر Mihai Eminescu اور علامہ اقبال صاحب کا ایک monument کم از کم پارلیمنٹ سے ایک کلومیٹر دور بنا تھا۔ ہفتہ، دس دن پہلے وہ ٹوٹ گیا ہے اور کسی کو پتا بھی نہیں ہے۔ Romanian Embassy نے اس issue کو اٹھایا ہے۔ کسی کو پتا نہیں تھا کہ یہ مسئلہ ہوا ہے۔ آپ کے توسط سے میری حکومت سے یہ گزارش ہے کہ اسے دیکھیں۔ انہوں نے ہمارے ووٹ تو چرا لیے لیکن کم از کم اس طرف کی چیزوں کو بچالیں اور اس کا کچھ کریں۔ میں نے پورے 60 سیکنڈ میں اپنی بات مکمل کر لی اور اپنی بات پر پوری طرح قائم رہا ہوں، شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی سینیٹر ناصر محمود۔

Senator Nasir Mehmood

سینیٹر ناصر محمود: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ، جناب چیئرمین! دیکھیں نا 190 ملین والے گھر چلے گئے ورنہ ہم انہیں بتاتے کہ 190 ملین کی اصلیت کیا ہے۔ یہ نام لیتے ہیں حسن نواز صاحب کا کہ وہ ان کا گھر تھا۔ حسن نواز وہاں پر اپرٹی کا کام کرتے ہیں۔ وہاں یہ facility ہے کہ اگر آپ کے پاس 5لاکھ پاؤنڈ ہیں تو آپ بینک سے 10 یا 15لاکھ پاؤنڈ قرضہ لے سکتے ہیں۔ اس سے اپنی پراپرٹی لیتے ہیں اور پھر چاہے آنے والے پانچ یا دس سال میں اس کی قیمت جتنی بڑھ جائے لیکن بینک کو اتنا پیسہ واپس مل جاتا ہے۔ ملک ریاض صاحب نے حسن نواز صاحب سے یہ گھر خریدا۔ اگر اپوزیشن والے یہاں موجود ہوتے تو میں انہیں بتا دیتا۔ ملک ریاض صاحب نے گھر خرید لیا۔ اس وقت عمران خان صاحب اور شہزاد اکبر صاحب کے دماغ میں یہ خیال آیا کہ ہم دیکھیں کہ انہوں نے یہ گھر کیسے خریدا تو حکومت پاکستان نے اس وقت حکومت برطانیہ کو ایک خط لکھا۔ انہوں نے پھر بار، بار خط لکھے۔ برطانیہ کی حکومت نے آخر کار National Crime Agency کو بتایا اور اس کے خلاف انکوائری شروع ہو گئی۔ جب انکوائری ہوئی تو اس میں پانچ یا چھ مہینے لگے۔ جب انکوائری مکمل ہوئی تو پتہ چلا کہ انہوں نے گھر خریدا ہے۔ وہاں transactions solicitor to solicitor ہوتی ہیں اور شفاف طریقے سے کاروبار ہوتے ہیں۔ جب NCA نے سارا کچھ دیکھا تو پتا چلا کہ حسن نواز صاحب نے یہ گھر بینک سے loan لے کر خریدا تھا۔ جب گھر بیچا تو بینک کو 60 to 70 per cent loan واپس کیا اور جو 30 per cent تھے، وہ ان کے اپنے پیسے تھے جو انہیں ملے۔ جب investigation پوری ہوئی تو وہ ایک ایسا ملک ہے جس میں کسی کام کو راستے میں نہیں چھوڑا جاتا۔۔۔۔

Pointing out of quorum by Senator Falak Naz

سینیٹر فلک ناز: جناب والا! میں quorum point out کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر فلک ناز صاحبہ مجھے پتا تھا کہ آپ نے یہی کام کرنا ہے۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: چونکہ کورم کی نشاندہی ہوئی ہے تو برائے مہربانی گھنٹیاں بجائیں۔

(The bells were rung)

جناب ڈپٹی چیئرمین: کورم پورا نہیں ہے۔ میں جاتے جاتے ایک گزارش کروں گا۔ جو commitment تھی، اس کے مطابق حکومت اور اپوزیشن دونوں طرف سے سینیٹر صاحبان نے بات کرنی تھی۔ سینیٹر دنیش کمار اور سینیٹر منظور احمد بھی بات کرنا چاہتے تھے۔ سینیٹر مہمند

صاحب نے تو اپنی بات کوئی 40 سیکنڈ میں پوری کر لی۔ حکومت کی طرف سے کوئی دس، بارہ معزز اراکین بات کرنا چاہتے تھے۔ سینیٹ کے ایک سیشن پر حکومت پاکستان کا بہت زیادہ خرچا ہوتا ہے اور اسے پاکستان کی 26 کروڑ عوام دیکھتی ہے۔ وہ یہ دیکھتی ہے حکومت اور اپوزیشن کی کیا پوزیشن ہے کیونکہ عمل اور کردار کی بھی تو بات ہوتی ہے۔ دوسری بات یہ کہ ایک معزز رکن سینیٹر عون عباس صاحب نے آج چار مرتبہ rules کی خلاف ورزی کی۔ انہوں نے Chair کے ساتھ جس قسم کا رویہ اختیار کیا ہے، میں آج انہیں warning دیتا ہوں اور ان کے پارلیمانی لیڈر سینیٹر سید علی ظفر صاحب کو اپنے chamber میں بلا کر ان سے بات کرتا ہوں۔ ایوان کی کارروائی مورخہ 17 جنوری، 2025 بروز جمعہ صبح 10:30 بجے تک ملتوی کی جاتی ہے۔

[The House was then adjourned to meet again on Friday, the 17th January, 2025 at 10:30 a.m.]